ایک قوم ایک نصاب

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

فوکس

مڈل گائیڈ

سٹوڈنٹ ریسورس بک

7

اسلامیات

7th class KPK Textbook

فوکس پبلیکیشنز

www.newclassicpublishers.com
E-mail: classicnsr@gmail.com
0321-9596220

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

Download PDF MCQs, Books and Notes for any subject from the Largest website for free

awazeinqilab.com آوازانقلاب ڈاٹ کام

.com

and also Available in Play Store

Primary (5th) Level

Middle (8th) Level

Matric (10th) Level

F. Sc (12th) Level

BS (16th) Level

Urdu Grammar

Curriculum (Govt Books)

Past Papers

English Grammar

Readymade CV

NTS, FTS, CSS, PMS, ETEA, KPPSC, PPSC, SPSC, AJKPSC, BPSC, KPTA ETC

Available Subjects

- Agriculture
- Computer Science
- Economics
- English
- Biology
- Chemistry
- Geology
- Management Sciences
- Microbiology
- PCRS/ Pak Study
- Pharmacy
- Sociology
- Zoology
- Chemistry
- Statistics
- Physics
- Mathematics
- Law
- Environmental Sciences
- Botany
- Biotechnology
- Library & Information Sciences
- Journalism & Mass Communication
- Political Science
- Geography
- General Science
- Education
- Tourism & Hotel Management
- Urdu
- Pashto
- Islamic & Arabic Studies
- Electrical Engineering
- Civil Engineering
- Mechanical Engineering
- Chemical Engineering
- Software Engineering
- Election Officer
- General Knowledge
- Pedagogy
- Current Affairs
- Medical Subjects
- Judiciary & Law
- other

ہر Subject کے Notes اور MCQS فری
ڈاون لوڈ کریں۔ نیز CV کے MS word تیار
Templates ڈاون لوڈ کر کے اپنے حساب
سے Modify کریں۔

Follow me on Face book

ABDULLAH INQLABI

awazeinqilab.com

WhatsApp : 03025247378

یکساں قومی نصاب ۲۰۲۲ء کے مطابق

ایک قوم ایک نصاب

فوکس

مڈل

نام: سجواد علی
ولدیت: فرمان علی

سٹوڈنٹ ریسورس بک

(مُکمّل گائیڈ)

ہفتم

مصنفین

محمد رمضان + فرہاد محمد غالب ترین

فوکس پبلیکیشنز

فون: 0321-9596220

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(جملہ حقوق پبلشرز محفوظ ہیں)

نامِ کتاب : سٹوڈنٹ ریسورس بک ہفتم
ناشر : فوکس پبلیکیشنز
اشاعت اول : 2022-23
کمپوزنگ : کلاسک کمپوزنگ نوشہرہ
تعداد اشاعت : 1000

قیمت: -/895 روپے

اردو حصہ

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
1	اسلامیات	5 - 58
2	اردو	60 - 141
3	عربی	142 - 175
4	ہوم اکنامکس	176 - 185
5	ڈرائنگ	186 - 187
6	صحت و تعلیم جسمانی	188 - 194
7	پشتو	195 - 218
8	جیوگرافی	219 - 232
9	کمپیوٹر	233 - 242
10	تاریخ	243 - 259

☆☆☆☆☆

اسلامیات: ہفتم

فہرست

باب نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
باب اول	قرآن مجید و حدیث نبوی ﷺ	5
باب دوم	ایمانیات و عبادات	7
باب سوم	سیرت طیبہ ﷺ	15
باب چہارم	اخلاق و آداب	30
باب پنجم	حُسن معاملات و معاشرت	37
باب ششم	ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام	43
باب ہفتم	اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے	54 -58

AWAZ E INQILAB.COM

اسلامیات

باب اول

قرآن مجید و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم

(الف) ترجمہ قرآن مجید

منتخب سورتوں کے تراجم اور مفاہیم کو سمجھ کر روزمرہ زندگی میں ان سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔

(ب) حفظ قرآن مجید

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۠

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۠

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۚ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۚ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۠

مختصر سوالات:

-i سورۃ العلق کی آخری آیت کیسی ہے؟

جواب: سورۃ العلق کی آخری آیت، آیت سجدہ ہے۔ اسے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے۔

-ii سورۃ التین کی کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ التین کی 8 آیات ہیں۔

-iii سورۃ العلق کہاں نازل ہوئی؟

جواب: سورۃ العلق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

-iv سورۃ القدر میں کس چیز کی اہمیت بیان کی گئی ہے؟

جواب: سورۃ القدر میں لیلۃ القدر کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

-v سورۃ التین میں کن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے؟

جواب: سورۃ التین میں انجیر، زیتون اور طور سینا کی قسم کھائی گئی ہے۔

(ج) حفظ و ترجمہ

قرآن مجید و حدیث مبارکہ میں بہت سی دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ ہمیں یہ دعائیں یاد کرنی اور پڑھنی چاہئیں۔ آئیں سبق میں شامل چند دعاؤں کو زبانی یاد کریں اور ان کا ترجمہ جانیں۔

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM
AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

قرآنی دعا

-1 اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک اور حاکم ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔وہ تمام اختیارات کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ انسان محتاج اور کمزور ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت اور حاجت کے لیے اسی سے دعا کریں۔ وہ ان کی دعائیں قبول کرے گا۔ان کی مشکلات حل کر دے گا اور تمام ضروریات پوری کر دے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ

(سورۃ القصص 23: آیت 24)

ترجمہ: اے میرے رب! تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے، بے شک میں اس کا محتاج ہوں۔

-2 قرآن وحدیث میں ہمیں درس دیا گیا ہے کہ اپنے والدین کے لیے کثرت سے بخشش کی دعا مانگا کریں۔ اپنے مومنین بھائیوں کے لیے خطیر طلب کیا کریں اور ان کی مغفرت طلب کیا کریں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں مومن داخل ہو جائے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو۔

مسنون دعائیں

-1 پیارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے زبان پر بہت ہلکے ہیں، اور میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت پسند ہیں۔ وہ دو کلمے ہیں:

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِیۡمِ

(سنن ابن ماجہ: 3806)

ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی خوبیوں سمیت، پاک ہے اللہ بہت عظمت والا۔

-2 پیارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ صبح وشام یہ دعا پڑھا کریں۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِكَ اَسۡتَغِیۡثُ اَصۡلِحۡ لِیۡ شَاۡنِیۡ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَةَ عَیۡنٍ

(المستدرک للحاکم: 2000)

(د) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم

-1 قَالَ اللّٰهُ: أَنۡفِقۡ یَا ابۡنَ آدَمَ أُنۡفِقۡ عَلَیۡكَ

(صحیح بخاری: 5352، الکافی، ج 7، ص: 341)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

-2 مَنۡ سَلَكَ طَرِیۡقًا یَطۡلُبُ فِیۡهِ عِلۡمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِیۡقًا مِنۡ طُرُقِ الۡجَنَّةِ

(سنن ابی داؤد: 3641، بحار الانوار، ج 108، ص: 18)

ترجمہ: جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔

-3 آیَةُ الۡمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخۡلَفَ، وَإِذَا اؤۡتُمِنَ خَانَ

(صحیح بخاری: 33، بحار الانوار، ج 74، ص: 46)

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کہے تو جھوٹے بولے، جب وعدے کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

-4 إِنَّ الدِّیۡنَ یُسۡرٌ

(صحیح بخاری: 39)

ترجمہ: بے شک دین (اسلام) بہت آسان ہے۔

-5 اَلۡیَدُ الۡعُلۡیَا خَیۡرٌ مِّنَ الۡیَدِ السُّفۡلٰی

(مسند احمد: 3517، الکافی، ج، ص: 12)

ترجمہ: اوپر (دینے) والا ہاتھ، نیچے (لینے) والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

-6 وَاللّٰهُ فِی عَوۡنِ الۡعَبۡدِ مَا كَانَ الۡعَبۡدُ فِي عَوۡنِ أَخِیۡهِ

(صحیح مسلم: 2699، نہج الفصاحۃ، ص: 248)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

-7 لَیۡسَ الشَّدِیۡدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِیۡدُ الَّذِی یَمۡلِكُ نَفۡسَهٗ عِنۡدَ الۡغَضَبِ

(صحیح بخاری: 6114، بحار الانوار، ج 74، ص: 151)

ترجمہ: بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

(ہ) دعائیں

شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا

وَقُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ۝ وَاَعُوۡذُ بِكَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ۝

(سورۃ المومنون 23: آیت 97-98)

ترجمہ: اور کہو اے میرے رب میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَحۡسَنۡتَ خَلۡقِی فَحَسِّنۡ خُلُقِی

(مسند احمد: 24392)

ترجمہ: اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے ویسے ہی میرے اخلاق کو بھی اچھا کر دے۔

هر شر سے بچنے کی دعا

اَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ

(سنن ابن ماجہ: 3547)

ترجمہ: میں پناہ مانگتا/ مانگتی ہوں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعے سے، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ہر شر سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔اس دعا کو صبح وشام اپنے معمول میں شامل کریں۔

اَلۡكَبِیۡرُ اَلۡحَفِیۡظُ بہت بڑا محافظ ونگہبان
اَلۡبَاعِثُ موت کے بعد زندگی عطا کرنے والا
اَلۡحَكِیۡمُ حکمت وتدبر والا
اَلۡمَجِیۡدُ عالی مرتبت اور بزرگی والا
اَلۡجَلِیۡلُ بلند مرتبہ اور بزرگی والا
اَلۡمُقِیۡتُ قوت دینے والا اور روزی عطا کرنے والا
اَلۡمُجِیۡبُ ہر ایک کی دعا کو قبول کرنے والا
اَلۡوَاسِعُ وسعت وفراخی عطا کرنے والا
اَلۡوَدُوۡدُ بہت محبت
اَلۡكَرِیۡمُ بہت کرم کرنے والا
اَلۡحَسِیۡبُ جمیع امور میں کفایت کرنے والا ہر چیز کا حساب کرنے والا

☆☆☆☆

مختصر سوالات:

-i انسان کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟

جواب: انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔

-ii شیطان کے شر سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: شیطان کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے یعنی تعوذ پڑھیں۔

-iii انسان کے لیے کون سی دعا مانگنی ضروری ہے؟

جواب: انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ جیسے اس نے اس کی ظاہری صورت بنائی ہے ویسے ہی اس کی باطنی صورت بھی اچھی بنا دے اور اسے ایسے عمدہ اخلاق عنایت کرے جن کی وجہ سے اس کا باطن پاک صاف ہو جائے۔

☆☆☆☆

باب دوئم

ایمانیات وعبادات

الف عقیدہ ختم نوبت

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) نبوت ورسالت کا سلسلہ شروع ہوا:
(ا) حضرت نوح علیہ السلام سے
(ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
(ج) حضرت آدم علیہ السلام سے ✓
(د) حضرت ادریس علیہ السلام سے

(ب) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔ یہ عقیدہ کہلاتا ہے:
(ا) عقیدہ ختم نبوت ✓ (ب) عقیدہ رسالت
(ج) عقیدہ توحید (د) عقیدہ آخرت

(ج) دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے:
(ا) والدین کا نافرمان (ب) عقیدہ ختم نبوت کا منکر ✓
(ج) جھوٹ بولنے والا (د) بے نمازی

(د) عقیدہ ختم نبوت کے متعلق آیت شامل ہے:
(ا) سورۃ البقرہ (ب) سورۃ النور
(ج) سورۃ احزاب ✓ (د) سورۃ محمد

(ہ) نبوت ورسالت کی عمارت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں:
(ا) آخری محراب (ب) آخری دروازہ
(ج) بنیاد (د) آخری اینٹ ✓

جوابات:

(الف)	ج	(ب)	الف	(ج)	ب
(د)	ج	(ہ)	د		

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی روحانی افزائش اور نشوونما کے لیے کیا انتظام کیا؟

جواب: انسانوں کی روحانی افزائش اور نشوونما کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان وسکون ملتا ہے۔ روح پروان چڑھتی ہے اور انسان کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔

(ب) خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا۔

(ج) عقیدہ ختم نبوت سے متعلق ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔ (سورۃ الاحزاب: آیت 40)

(د) عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں کوئی ایک حدیث لکھیں۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

" انا خاتم النبیین لَا نَبِیَّ بَعْدِی
(سنن ترمذی:2219)

ترجمہ: میں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی (دوسرا) نبی نہیں ہوگا۔

(ہ) گزشتہ تمام شریعتوں کے منسوخ ہونے کی دو بڑی وجوہات لکھیں۔

جواب:
i- گزشتہ انبیا علیہم السلام کے بعد ان کے امتوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی کتابوں میں ردوبدل کر دیا۔
ii- اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کو بلند کرنا تھا۔

(و) ختم نبوت کا اصل مطلب کیا ہے؟

جواب: ختم نبوت کا مطلب صرف یہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نازل شدہ کتاب اور شریعت کو آخری اور حتمی تسلیم کرنا بھی عقیدہ ختم نبوت کا حصہ ہے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟

جواب:

عقیدہ ختم نبوت سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے جس سلسلہ کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے کیا تھا اسے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا۔

خلیفہ دوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر اس کے خلاف جہاد کیا اور کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور کذاب ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا امت پر فرض ہے۔

(ب) عقیدہ ختم نبوت رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی اہم ترین خصوصیت ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب:

عقیدہ ختم نبوت رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی اہم ترین خصوصیت ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی بعثت کے ساتھ وحی کی آمد کا سلسلہ رک چکا ہے۔ اب نہ کوئی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی نبی نئی شریعت لے کر آئے گا۔ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے سے پہلے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانے کا اہم ترین تقاضا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر نازل شدہ کتاب اور شریعت کو دائمی اور ابدی ماننا ہے اور ان کی موجودگی میں کسی اور شریعت اور کتاب کو ماننا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ اب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے کامیابی کا واحد راستہ قرآن مجید اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی اتباع ہے۔ لہٰذا نجات اور کامیابی کے حصول کے لیے لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی رسالت و شریعت کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

ہمیں چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی گزاریں۔

(ب) فرشتوں پر ایمان

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے:
(ا) آگ سے (ب) پانی سے
(ج) نور سے ✓ (د) مٹی سے

(ب) 'روح الامین' کا لقب دیا گیا ہے:
(ا) حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ✓
(ب) حضرت میکائیل علیہ السلام کو
(ج) حضرت عزرائیل علیہ السلام کو
(د) حضرت اسرافیل علیہ السلام کو

(ج) حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمے ہے:
(ا) روزی کا انتظام کرنا
(ب) جانداروں کی روح قبض کرنا ✓
(ج) صور پھونکنا (د) اعمال کا ریکارڈ رکھنا

(د) گناہوں سے پاک اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں، نور سے پیدا کیے گئے، کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے:
(ا) انسان (ب) جن
(ج) فرشتے ✓ (د) پرندے

(ہ) قبر میں انسان سے سوالات کرتے ہیں:
(ا) منکر نکیر ✓ (ب) کراماً کاتبین
(ج) مقربین (د) ملک الموت

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) قرآن مجید میں فرشتوں کا کیا تعارف پیش کیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور جو (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔"
(سورۃ الاعراف:7: آیت 206)

(ب) فرشتوں کی تخلیق کے دو بڑے مقاصد بیان کریں؟

جواب: فرشتوں کی تخلیق کے مقاصد:
i- اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا
ii- اللہ کے حکم سے مختلف امور سرانجام دینا

(ج) حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کیا ذمہ داری تھی؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ذمہ داری تھی کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام تمام نبیوں اور رسولوں کو پہنچانا۔

(د) بارش برسانے اور لوگوں کے رزق کا انتظام کرنے کی ذمہ داری کس فرشتے کو سونپی گئی ہے؟

جواب: بارش برسانے اور لوگوں کو رزق کا انتظام کرنے کی ذمہ داری حضرت میکائیل علیہ السلام کو سونپی گئی ہے۔

(ہ) "کراماً کاتبین" کس اہم ذمہ داری پر مامور کیے گئے ہیں؟

جواب: "کراماً کاتبین" قبر میں انسان سے سوالات کرتے ہیں۔

(و) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفت کا ذکر کیسے فرمایا گیا ہے "ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"

جواب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○
(سورۃ یٰسین آیت 82)

ترجمہ: "اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اتنا ہی فرماتا ہے، ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔"

تفصیلی جواب دیں

س ا۔ اللہ کے چار مقرب فرشتوں کے نام اور ان کے ذمہ اہم امور کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

ج۔ فرشتوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور ہم ان کی صحیح تعداد کے بارے میں نہیں جانتے۔ البتہ ان میں سے درج ذیل چار فرشتے مشہور ہیں۔

ا۔ حضرت جبریل علیہ السّلام: حضرت جبریل علیہ السّلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ قرآن مجید میں انھیں "روح الامین" کا لقب دیا گیا ہے۔ تمام نبیوں اور رسولوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا انھی کی ذمہ داری تھی۔

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السّلام: حضرت میکائیلؑ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں میں سے ہیں۔ حضرت میکائیلؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برساتے اور لوگوں کے رزق کا انتظام کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السّلام: حضرت عزرائیلؑ کے ذمے جانداروں کی روح قبض کرنا ہے۔ اس لیے انھیں "ملک الموت" یعنی موت کا فرشتہ بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ حضرت اسرافیل علیہ السّلام: حضرت اسرافیلؑ کا شمار بھی اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں میں ہوتا ہے۔ ان کے ذمے قیامت کے دن صور پھونکنا ہے۔ ان کے صور پھونکنے سے سارا نظامِ کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔

س ۲۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف امور انجام دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم انہیں اللہ کا مددگار کیوں نہیں کہہ سکتے؟

ج۔ اگرچہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف امور انجام دیتے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ مختلف کاموں کی انجام دہی میں فرشتوں کا محتاج ہے اور ان کی مدد کے بغیر وہ کائنات کا نظام نہیں چلا سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمام طاقتوں، قوتوں اور اختیارات کا مالک ہے اور ہر کام کی انجام دہی پر قادر ہے۔ وہ اس کائنات کا سارا نظام اکیلا ہی چلاتا ہے۔ البتہ اس نے اپنی مرضی سے فرشتوں کو پیدا فرما کر مختلف کاموں پر مامور کیا ہے اور اس کی حکمت سے وہی واقف ہے۔

س ۳۔ تمام مسلمانوں کے لیے فرشتوں پر ایمان رکھنا کیوں ضروری ہے؟

ج۔ تمام مسلمانوں کے لیے فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ فرشتوں پر ایمان رکھنے سے مراد یہ یقین رکھنا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں جو ہمیشہ اس کی اطاعت اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف امور انجام دیتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے۔ فرشتے کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ گناہوں اور غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ نیز ان میں الوہیت اور ربوبیت کی کوئی صفات نہیں پائی جاتیں۔

4- دی گئی معلومات پڑھ کر بتائیں کہ کس مقرب فرشتے کا ذکر کیا گیا ہے؟

i- تمام فرشتوں کے سردار، روح الامین کا لقب، تمام نبیوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا	حضرت جبریل علیہ السلام
ii- ہمارے کندھوں پر موجود ہمارے تمام اعمال کا ریکارڈ	کراماً کاتبین
iii- جانداروں کی روح قبض کرنا، ملک الموت، موت کا فرشتہ	حضرت عزرائیل علیہ السلام
iv- اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسانا، لوگوں کے رزق کا انتظام کرنا	حضرت میکائیل علیہ السلام
v- قیامت کے دن صور پھونکنا	حضرت اسرافیل علیہ السلام
vi- قبر میں انسان سے سوالات کرنا	منکر نکیر

(ج) آسمانی کتابوں پر ایمان

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) زبور نازل ہوئی:

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
(د) حضرت داؤد علیہ السلام پر ✓

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی:
(ا) تورات (ب) زبور
(ج) انجیل ✓ (د) صحیفہ

(ج) قرآن نازل ہوا:
(ا) 27 سال کے عرصے میں (ب) 23 سال کے عرصے میں ✓
(ج) 13 سال کے عرصے میں (د) 33 سال کے عرصے میں

(د) قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے:
(ا) فرشتوں نے (ب) مسلمانوں نے
(ج) اللہ تعالیٰ نے ✓ (د) روح الامین نے

(ہ) تمام آسمانی کتابیں نازل ہوئیں:
(ا) ہدایت کی غرض سے ✓ (ب) دنیاوی ترقی کے لیے
(ج) قصے کہانیاں پڑھنے کے لیے
(د) شہرت حاصل کرنے کے لیے

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) مشہور آسمانی کتابیں کون کون سی ہیں اور یہ کن انبیاء کرام علیہ السلام پر نازل ہوئیں؟

جواب: مشہور آسمانی کتابیں چار ہیں۔ ان کے نام سے متعلقہ اکرام علیہ السلام کے سامنے لکھے گئے ہیں۔

(i)	تورات	حضرت موسیٰ علیہ السلام
(ii)	زبور	حضرت داؤد علیہ السلام
(iii)	انجیل	حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(iv)	قرآن مجید	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ب) قرآن مجید کا مختصر تعارف پیش کریں؟

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ یہ تقریباً 23 سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔ یہ عربی زبان میں نازل ہوئی اس میں 114 سورتیں اور 30 پارے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تمام مسلمانوں کو اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنا فرض ہے۔

(ج) قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں ایک قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ”بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں“۔

(د) تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”سب مومنین ایمان لائے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔“

(ہ) قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت کا واحد ذریعہ کیا ہے؟

جواب: قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت کا واحد ذریعہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) گزشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب:

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد یہ یقین رکھنا ہے کہ تمام آسمانی کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تھیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے ان کتب کی تعلیمات کو پوری ذمہ داری کے ساتھ اور کسی کی بیشی کے بغیر انسانوں تک پہنچایا۔ تمام آسمانی کتابیں اپنے وقت میں لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ تھیں۔

(ب) قرآن وسنت کی روشنی میں آسمانی کتب اور صحائف کے نزول کا مقصد بیان کریں؟

جواب:

مسلمان یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ گزشتہ آسمانی کتب اور صحائف ان میں موجود تعلیمات موجودہ دور میں قابل عمل نہیں ہیں۔ بلکہ اب انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس کے بعد دنیا میں کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی۔ لہٰذا قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی ہدایت کا واحد ذریعہ ہے۔

(ج) دنیا و آخرت میں کامیابی کا حصول قرآن مجید پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: ہمیں قرآن مجید پر پوری طرح عمل کرنا چاہیے اور زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی لینی چاہیے۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا حصول قرآن مجید پر عمل کرنے ہی سے ممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کتب کے برعکس قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اور اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

(سورۃ الحجر 15: آیت 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

(ب) عبادات

(الف) روزہ اور اس کی فضیلت

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) روزہ لفظ ہے:
(ا) عربی (ب) فارسی ✓
(ج) اردو (د) ہندی

(ب) صوم کے لفظی معنی ہیں:
(ا) رک جانا ✓ (ب) دوڑنا
(ج) چلنا (د) ٹھہرنا

(ج) روزہ انسان کے اندر ایک اہم صفت پیدا کرتا ہے:
(ا) بہادری (ب) تقویٰ ✓
(ج) شجاعت (د) حکمت

(د) حدیث کے مطابق روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور دوسری
(ا) جنت میں داخلے کے وقت
(ب) رب سے ملاقات کے وقت ✓
(ج) سحری کے وقت
(د) نماز کے وقت

(ہ) روزہ گناہوں کے خلاف ہے:
(ا) ڈھال ✓ (ب) تلوار
(ج) نیزہ (د) خنجر

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) روزے کا اصطلاحی مفہوم بیان کریں؟

جواب: روزے کی حالت میں صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔

(ب) روزے کی فرضیت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: روزے کی فرضیت کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: ”جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے“

(ج) روزہ اور دیگر عبادات میں کیا فرق ہے؟

جواب: روزے کے علاوہ دیگر عبادات، نماز، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی لوگوں کے سامنے کی جاتی ہے لیکن روزہ لوگوں سے چھپ کر رکھا جاتا ہے۔ انسان اگر چاہے تو چھپ کر کھا پی سکتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایسا نہیں کرتا۔

(د) روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ نے کون سا انعام کا ذکر کیا ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے روزے کے سوائے۔ بے شک روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“

(و) روزے کا جسمانی بڑا فائدہ کیا ہے؟

جواب: روزے کا ایک زبردست فائدہ جسمانی صحت کا بہتر ہونا بھی ہے۔ معدے کا ہر وقت غذا سے بھرپور رہنا صحت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں کئی گھنٹے مسلسل معدے کو خالی رکھنا کی مشق ہوتی ہے جس کی وجہ سے جسمانی صحت بہتر ہوتی ہے اور روزہ دار بہت سی جسمانی بیماریوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) روزے کی فضیلت پر ایک جامع مضمون تحریر کریں؟

جواب: روزے فضیلت:

اسلامی عبادات میں روزے کو ایک خاص اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں اس کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں روزے کی فرضیت کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(سورۃ البقرۃ 2: آیت 183)

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔

یعنی روزہ صرف مسلمانوں ہی پر نہیں بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ روزہ ہر تندرست، ذی شعور اور بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ البتہ بیماروں، مسافروں اور زیادہ بوڑھے افراد کو اسلام نے روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے۔

(ب) روزے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لیں۔

جواب: روزے کے معاشرتی اثرات:

روزے کی وجہ سے معاشرے میں اچھائیوں کو فروغ ملتا ہے اور

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

روزہ بہت زیادہ فضیلت والا عمل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(صحیح مسلم:1781)

ترجمہ: ”جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رکھے، تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔“

(ج) روزہ کس طرح مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا ذریعہ ہوتا ہے؟

جواب:

یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور دل جوئی کا ہے۔ کیونکہ جب روزہ دار، روزہ رکھتا ہے اور اسے خود بھوک پیاس کا تجربہ ہوتا ہے، تو اسے بھوکے اور پیاسے لوگوں کی تکلیف کا عملی احساس ہوتا ہے۔ نتیجتاً وہ ان کی خبر گیری کی فکر کرتا ہے۔ یوں معاشرے میں باہمی خیر خواہی، ہمدردی اور غم خواری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔

گویا جو شخص آداب کا مکمل خیال رکھتے ہوئے روزے رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا اعلان ہو جاتا ہے۔ روزہ اور دیگر عبادات میں ایک خاص فرق ہے۔ نماز، زکوۃ اور حج کی ادائیگی میں لوگوں کی نظروں سے چھپنا ممکن نہیں ہوتا، مگر روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کے بارے میں روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اگر روزہ دار چاہے تو وہ چھپ کر کھا پی سکتا ہے۔ کسی کو اس کا علم نہیں ہوگا مگر وہ صبر سے کام لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھتا ہے۔

(د) آپ کے خیال میں رمضان المبارک کی برکات و ثمرات حاصل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟

جواب: i- نمود و نمائش:

ہم روزے صرف دکھاوے کے لیے رکھتے ہیں۔

ii- غربا و مساکین کا خیال نہ رکھنا:

ہم روزے تو رکھتے ہیں لیکن ہم غریبوں کا خیال نہیں رکھتے۔

iii- نماز تراویح کا اہتمام نہ کرنا:

ہم نماز تراویح متواتر تسلسل سے نہیں پڑھتے۔

iv- خشوع و خضوع کا نہ ہونا:

ہماری عبادت میں خشوع و خضوع نہیں رہا۔

اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

”ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے کئی گنا بڑھایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کا معاملہ اس سے جدا ہے۔ روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔“

(صحیح مسلم:2707)

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے۔ بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں۔ پس جب کوئی شخص تم میں سے روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ نہ اس میں بدکلامی کرے اور نہ دنگا فساد کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑے تو وہ اس سے کہہ دے کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اس کو خوش کریں گی جب وہ افطار کرے گا تو خوش ہوگا اور جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔“

(صحیح بخاری:1904)

☆☆☆☆

(ب) نماز جنازہ اور دیگر نمازیں

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) نمازہ جنازہ ہے:

(ا) فرض عین (ب) فرض کفایہ ✓

(ج) واجب (د) مستحب

(ب) نمازہ جنازہ میں مغفرت کی دعا کی جاتی ہے:

(ا) صرف میت کے لیے

(ب) میت کے بیوی بچوں کے لیے

(ج) مسلمانوں مردوں کے لیے

(د) تمام مسلمانوں کے لیے ✓

(ج) غسل کے بعد میت کو جو سفید ان سلے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، وہ کہلاتے ہیں:

(ا) کفن ✓ (ب) احرام

(ج) سوٹ (د) لباس

(د) نماز جنازہ ادا کرنے سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ مسلمان برابر کے شریک ہیں:

(ا) کاروبار میں (ب) مال و دولت میں

(ج) جائیداد میں (د) دکھ سکھ میں ✓

(ہ) نماز جنازہ میں شرکت کرنے سے حاصل ہوتی ہے:

(ا) شہرت (ب) دولت

(ج) عبرت ✓ (د) عزت

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) نماز جنازہ کی فضیلت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو لوگ نماز جنازہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔

(ب) مردوں اور عورتوں کے کفن میں کیا فرق ہے؟

جواب: مردوں کے کفن میں تین کپڑے اور عورتوں کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔

(ج) میت کی نماز جنازہ ادا کرنے سے پہلے کیا کیا کرنا ضروری ہے؟

جواب: میت کی نماز جنازہ ادا کرنے سے پہلے میت کو غسل دینا ضروری ہے۔ غسل کے بعد سفید ان سلے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔

(د) تعزیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: میت کے لواحقین سے اظہار افسوس کرنے کو تعزیت کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو میت کے رشتہ دار یا دوست احباب اہل خانہ کے پاس تعزیت کے لیے آتے ہیں۔ اسلام میں تعزیت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) نماز جنازہ کا مفہوم واضح کریں؟

جواب:

جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو لوگ نماز با جماعت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں، اسے شریعت میں نماز جنازہ کہتے ہیں۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ اس کو ادا کر لیں تو وہ باقی سب کی طرف سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے کوئی بھی ادا نہ کرے تو تمام لوگ گناہ گار ہو جاتے ہیں۔

(ب) نماز جنازہ کا طریقہ بیان کریں؟

جواب:

غسل کے بعد اسے سادہ سفید ان سلے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، جسے کفن کہتے ہیں۔ مردوں کے کفن میں تین کپڑے اور عورتوں کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔

نماز جنازہ با جماعت ادا کی جاتی ہے۔ میت کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ لوگ صفیں باندھ کر امام کے پیچھے قبلہ رو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں اور رکوع و سجود ادا نہیں کیے جاتے۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کی مغفرت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔

(ج) نماز جنازہ کی معاشرتی اہمیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب:

نماز جنازہ کو اسلامی معاشرے میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کے ذریعے سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ نیز دوسرے انسانوں کے حقوق ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نماز جنازہ ادا کرنے سے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا احساس ہوتا ہے۔ نماز جنازہ کی دعا میں میت اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش کی دعا کی جاتی ہے، جس سے اس بات کی یقین دہانی ہوتی ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک جسم کی مانند ہیں۔ نماز جنازہ میں شریک دوسرے مسلمانوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے اور آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

(د) تعزیت کے احکام و آداب تحریر کریں؟

جواب:

جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو میت کے رشتہ دار یا دوست احباب اہل خانہ کے پاس تعزیت کے لیے آتے ہیں۔ اسلام میں تعزیت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَـامِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّى اَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(ابن ماجہ:1601)

ترجمہ: جو کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کسی مصیبت میں تسلی دے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عزت کا لباس پہنائے گا۔

تعزیت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ میت کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے اور اہل خانہ کو صبر کی تلقین کی جائے۔ شریعت میں تعزیت کے لیے زیادہ سے زیادہ تین دن کی مدت مقرر کی گئی ہے۔

☆☆☆☆

(ج) دعا کی اہمیت و ضرورت

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) دعا کا لفظی معنی ہے:

(ا) توبہ کرنا (ب) شرمندہ ہونا

(ج) دعوت دینا (د) پکارنا ✓

(ب) نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے صحت کے لیے دعا کی:

(ا) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

(ب) حضرت ایوب علیہ السلام نے ✓

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
(د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

(ج) نبی علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں قید ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کو پکارا:
(ا) حضرت آدم علیہ السلام نے
(ب) حضرت یونس علیہ السلام نے ✓
(ج) حضرت ہود علیہ السلام نے
(د) حضرت شعیب علیہ السلام نے

(د) اگر دعا فوراً قبول نہ ہو تو کرنا چاہیے:
(ا) مایوس ہو جانا چاہیے (ب) دعا مانگنا ترک کر دینا چاہیے
(ج) بے صبری کا مظاہرہ کرنا چاہیے
(د) بار بار دعا کرنی چاہیے ✓

(و) تکلیف اور پریشانی کے وقت ہمیں کرنا چاہیے:
(ا) رونا پیٹنا چاہیے (ب) چیخنا چلانا چاہیے
(ج) دعا کرنی چاہیے ✓ (د) مایوس ہو کر بیٹھ جانا چاہیے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کے متعلق قرآن مجید میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: دعا مانگنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

ترجمہ: ”اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔“

(سورۃ المومن: آیت 60)

(ب) حدیث کے مطابق دعا کن چیزوں کے لیے نفع بخش ہے؟

جواب: دعا بہت زیادہ فضیلت والا عمل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ کے پاس دعا سے بڑھ کر قابل عزت کوئی چیز نہیں“

(جامع ترمذی: 3370)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

ترجمہ: ”تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے، جو چیزیں اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہیں ان میں سے عاقبت کا سوال کرنا، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

(ج) دعا نہ مانگنے والے شخص کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: دعا نہ مانگنے والے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”بے شک جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا (اللہ) اس سے ناراض ہوتا ہے۔“

(د) دعا کس یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے؟

جواب: دعا اس یقین کے ساتھ مانگی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

(ہ) دعا کے نتیجے میں ہم کن چیزوں کے مستحق بن سکتے ہیں؟

جواب: دعا کے نتیجے میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بخشش کے مستحق ہو سکتے ہیں نیز جس کام کے لیے دعا مانگیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے خواہ دیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔

(و) دعا کی مقبولیت کے کون کون سے مواقع ہیں؟

جواب: دعا کی مقبولیت کے مواقع

-i فرض نماز کے بعد -ii روزہ کے افطار کے وقت
-iii لیلۃ القدر میں فرض نمازوں کے بعد
-iv اذان اور امامت کے دوران -v میدان جہاد میں
-vi بارش کے وقت -vii جمعہ کے دن
-viii سجدہ کی حالت میں -ix زم زم پیتے وقت

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) دعا کا معنی و مفہوم لکھیں؟

جواب:

دعا کا لفظی معنی ”پکارنا“ ہے۔ اصطلاح میں دعا سے مراد اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اس سے مدد طلب کرنا ہے۔ چونکہ انسان زندگی کے ہر معاملے میں مدد اور راہ نمائی کا محتاج ہے، اس لیے اسے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے، وہ اپنے رب کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے اور اس سے مدد اور راہ نمائی کا سوال کرتا ہے۔ دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے اور ان کی حاجات کو پورا کرتا ہے۔

(ب) دعا کی اہمیت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: دعا کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ وہ رب کائنات ہے اور پوری کائنات کا نظام چلاتا ہے۔ وہ تمام اختیارات کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ انسان محتاج اور کمزور ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت اور حاجت کے لیے اسی سے دعا کریں۔ وہ ان کی دعائیں قبول کرے گا۔ ان کی مشکلات حل کر دے گا اور تمام ضروریات پوری کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ

(سورۃ المومن 40: آیت 60)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔

(ج) دعا کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: دعا کی فضیلت:

دعا بہت زیادہ فضیلت والا عمل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَآءِ

(جامع ترمذی: 3370)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے بڑھ کر قابل عزت کوئی چیز نہیں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ”تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے، جو چیزیں اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہیں، ان میں سے عافیت کا سوال کرنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

(جامع ترمذی: 3548)

اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ بندہ اس سے زیادہ سے زیادہ دعا مانگے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهٗ مَنْ لَّمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ

(جامع ترمذی: 3373)

ترجمہ: بے شک جو اللہ سے نہیں مانگتا، (اللہ) اس سے ناراض ہوتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا مانگیں اور صرف اسی کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر ضرورت اور حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکاریں۔ مختلف مواقع پر مانگی جانے والی دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس طرح ہم بہت سی آفات سے بچ سکتے ہیں اور بے شمار برکات اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحق بن سکتے ہیں۔

(د) مصیبت کے وقت چند انبیائے کرام علیہم السلام کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے واقعات بیان کریں؟

جواب:

اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے۔ وہی ہماری ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔ رزق، صحت، خوش حالی اور علم سب کچھ وہی دیتا ہے۔ اس لیے ہمیں صرف اسی سے مانگنا چاہیے۔ تمام نبی اور نیک لوگ بھی اسی سے مانگتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو انہوں نے صحت و تندرستی اور خوش حالی کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں قید ہو جانے پر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بھی ہر موقعے پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ طائف کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کی۔ ہمیں بھی ہر کام میں کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔ کیونکہ صرف وہی اپنے بندوں کی مدد کر سکتا ہے اور انہیں تکلیف اور پریشانی سے نجات دلا سکتا ہے۔

(ہ) دعا کے آداب لکھیں؟

جواب: دعا کے آداب:

دعا مانگتے ہوئے درج ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے:

-i دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے اور اس یقین کے ساتھ مانگی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔
-ii دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کیا جائے اور اول و آخر درود شریف پڑھا جائے۔
-iii دعا انتہائی عاجزی کے ساتھ مانگی جائے۔
-iv غلط اور ناجائز کاموں کے لیے دعا نہیں مانگنی چاہیے۔
-v اگر دعا فوراً قبول نہ ہو تو بے صبری اور مایوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بار بار دعا کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆

باب سوم

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(الف) عہد نبوی

مدنی معاشرے کا استحکام

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) عبداللہ بن ابی گروہ کا سربراہ تھا:
(ا) مشرقین (ب) منافقین ✓
(ج) معاصرین (د) مہاجرین

(ب) یہودیوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں کھلم کھلا اپنے حسد اور کینے کا اظہار کرنا شروع کر دیا:
(ا) غزوہ بدر کے بعد ✓ (ب) غزوہ احد کے بعد
(ج) غزوہ خندق کے بعد (د) غزوہ تبوک کے بعد

(ج) مدینہ منورہ کے یہودی معاہدے کی مدد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریاست مدینہ کا سربراہ تسلیم کر چکے تھے:
(ا) صلح حدیبیہ (ب) میثاق مدینہ ✓
(ج) مواخات مدینہ (د) مقاطعہ قریش

(د) مدینہ منورہ میں یہودیوں کے قبائل آباد تھے:
(ا) ایک (ب) دو

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(ج) تین ✓ (د) چار

(ہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس دن کی مہلت دیے ہوئے مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دیا:

(ا) بنوقینقاع کو (ب) بنونضیر کو ✓

(ج) اوس وخزرج کو (د) بنوقریظہ کو

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) مدنی معاشرے کے استحکام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کیے گئے دو اقدامات تحریر کریں؟

جواب: مدنی معاشرے کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے:

-i میثاق مدینہ کی رو سے مدینہ منورہ کے یہودی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ریاست مدینہ کا سربراہ تسلیم کرنے لگے۔

-ii مواخات کے رشتے نے مدینہ منورہ کے باشندوں اور باہر سے آنے والے مسلمانوں میں ایک مضبوط تعلق قائم کیا۔

(ب) غزوہ بنوقینقاع کا سبب تحریر کریں؟

جواب: مسلمانوں کی ایک عورت کو ایک یہودی دکاندار نے ننگا کرنے کی کوشش کی۔ ایک مسلمان شخص اس عورت کی مدد کے لیے آیا تو یہودیوں نے اسے قتل کر دیا۔ مسلمان کا قتل کرنا میثاق مدینہ کے خلاف تھا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بنو قینقاع کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کیا۔

(ج) عبداللہ بن ابی کون تھا؟

جواب۔ عبداللہ بن ابی منافقین کے گروہ کا سربراہ تھا۔

د۔ بنوقینقاع نے مدینہ منورہ کیوں چھوڑا؟

جواب: غزوہ بنوقینقاع کے نتیجے میں بنوقینقاع کو مدینہ منورہ چھوڑ نا پڑا۔

(ہ) کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ سے نکالنے کے لیے کیا حربہ اختیار کیا؟

جواب: کفار مکہ عبداللہ بن ابی کے ارادوں سے واقف تھے اس لیے انہوں نے عبداللہ بن ابی کو خط لکھا کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شہر سے نکال دو۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ سے نکالنے کی کوشش کی۔

(ن) منافق کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو شخص ظاہری شکل وصورت سے مسلمان نظر آئے اور ارکان اسلام کا بھی پابند ہو لیکن وہ دل سے کفریہ عقائد پر قائم ہو یا اسلامی عقائد کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہو، تو ایسے شخص کو شریعت کی زبان میں منافق کہتے ہیں۔

(ء) منافق کی چند نشانیاں بیان کریں؟

جواب: منافق کی نشانیاں:

-i ایمان کا جھوٹا دعویٰ، فریب کاری کرنے والا۔

-ii بظاہر اصلاح پسند مگر فساد کی سازشایں کرنے والا۔

-iii ایمان والوں کو بے وقوف کہنے والا۔

-iv دین اور ایمان والوں کا مذاق اڑانے والا۔

-v ہدایت کے بدلے گمراہی قبول کرنے والا۔

-vi کفار سے دوستیاں کرنے والا۔

-vii نماز کے لیے سستی و کاہلی سے جانے والا۔

-viii نمازوں کو وقت سے موخر کرنے والا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) مدنی معاشرے کے قیام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب:

مدینہ منورہ میں مہاجرین کی آبادکاری کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مدنی معاشرے کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے بہت سی تدابیر اختیار فرمائیں۔ مواخات کے رشتے نے مدینہ منورہ کے باشندوں اور باہر سے آنے والے مسلمانوں میں ایک مضبوط تعلق قائم کر دیا تھا۔ اس تعلق کی بنیاد کوئی دنیاوی فائدہ یا غرض نہیں تھی بلکہ یہ تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے نئے اسلامی معاشرے کے اندر اللہ کی خاطر محبت کرنے کی روح پھونکنے کے سلسلے میں غیر معمولی جدوجہد کی۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے کی وجہ سے مدنی معاشرے کا ہر فرد اپنے دوسرے بھائی کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا تھا۔ خیر خواہی اور باہمی تعاون کے اس جذبے نے مدنی معاشرے کو سیسہ پلائی دیوار کی مانند مضبوط کر دیا۔ تاہم اس نئے قائم ہونے والے اسلامی معاشرے کو بہت سے مسائل، مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا تھا۔

(ب) غزوہ بنونضیر کے اسباب بیان کریں؟

جواب: اسباب غزوہ بنونضیر

یہودیوں کا ایک دوسرا قبیلہ بنونضیر تھا۔ ان لوگوں نے ایک موقع پر جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ایک فیصلے میں ان کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے خفیہ سازش کے ذریعے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو وحی کے ذریعے سے یہودیوں کی سازش کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کو دس دن

کی مہلت دیتے ہوئے مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس موقع پر بھی عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کی حمایت کی۔ جس سے بنونضیر حوصلہ پا کر ڈٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ پندرہ دن جاری رہا۔ بالآخر یہودی ہمت ہار بیٹھے۔ اب انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے درخواست کی ہمیں شہر چھوڑ کر جانے کی اجازت دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے رحمدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو مدینہ منورہ سے نکل جانے کی اجازت دے دی۔ یوں یہودی اپنی ساری طاقت کے باوجود مسلمانوں سے شکست کھا گئے۔ ان کا سب سے بڑا حامی عبداللہ بن ابی بھی کچھ نہیں کر سکا۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے یہودیوں کی سازشوں کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کیے؟

جواب: مدنی معاشرے کے قیام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حکمت عملی اور تدبر سے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کی۔ یہودیوں اور منافقین کی سازشوں کے سدباب کے لیے اقدامات کیے۔ غزوہ بنوقینقاع اور بنونضیر میں یہودیوں کو شکست دی۔

☆☆☆☆

(ب) غزوۂ خندق

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) غزوۂ خندق پیش آیا:

(ا) ہجرت کے دوسرے سال

(ب) ہجرت کے تیسرے سال

(ج) ہجرت کے چوتھے سال

(د) ہجرت کے پانچویں سال ✓

(ب) عربی زبان میں گروہ اور جماعت کے لیے لفظ بولا جاتا ہے:

(ا) غزوہ (ب) حزب ✓

(ج) خندق (د) قبیلہ

(ج) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر مدینہ منورہ میں خندق کھودی گئی:

(ا) مشرق کی طرف (ب) مغرب کی طرف

(ج) جنوب کی طرف (د) شمال کی طرف ✓

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مشرکین کے لشکر کی خبر لینے گئے:

(ا) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ب) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

(ج) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) غزوہ خندق میں مسلمانوں کو فتح میں جو سب سے بڑی تدبیر کام آئی وہ تھی:

(ا) رات کو پہرہ دینا (ب) جرات وبہادری

(ج) خندق کی کھدائی ✓ (د) جذبہ جہاد

جوابات:

(الف)	د	(ب)	د	(ج)	ب
(د)	ب	(ہ)	ج		

سوال 2: خالی جگہ پر کریں۔

(الف) مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودی قبائل اپنی ....کی وجہ سے مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیے گئے تھے۔

(ب) قریش کو اپنی ....بھی خطرے میں نظر آ رہی تھی۔

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے کفار مکہ کے لشکر کی آمد کا سن کر فوراً..........کا اجلاس بلایا۔

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے .... آدمیوں کے گروپ بنا کر ان پر کھدائی کا کام تقسیم کر دیا۔

(ہ) سرد موسم کی شدت نے .... کی پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا۔

جواب: (الف) بدعہدی (ب) تجارت (ج) مجلس شوریٰ (د) دس دس (ہ) کفار

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) غزوہ خندق کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودی ان کی بدعہدی کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکال دیے گئے تھے۔ ان کو اس بات کا بڑا دکھ تھا۔ چنانچہ ان کا ایک وفد مکہ مکرمہ پہنچا اور قریش کو مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے آمادہ کیا۔ پھر یہ لوگ عرب کے دیگر قبائل کے پاس گئے اور انہیں بھی متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا۔

(ب) غزوہ خندق میں خواتین کا کردار بیان کریں؟

جواب: غزوہ خندق میں مسلمان خواتین نے مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ میں اہم کردار ادا کیا۔ مجاہدین کی مدد کرنا، زخمیوں کو پانی پلانا، ان کی مرہم پٹی کرنا اور ان میں جذبہ ایمان پیدا کرنا خواتین کے فرائض میں شامل تھا۔ کفار کا ایک آدمی جو جاسوسی کے لیے آ رہا تھا اسے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایک لٹھ سے مار دیا۔

(ج) غزوہ خندق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کا ایک واقعہ لکھیں؟

جواب: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری:

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ایک دن عرب کے ایک مشہور پہلوان عبدود نے قدرے تنگ جگہ سے خندق کو عبور کرنے کی کوشش کی۔اس کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے موقع پر پکڑ لیا۔دونوں میں سخت لڑائی ہوئی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جہنم رسید کر دیا یہ دیکھ کر باقی کفار بھاگ نکلے۔

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی دعا کیوں دی؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔شدید سردی، بھوک اور خوف کی حالت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادر شخص نے حکم کی تعمیل کی۔واپس آ کر بتایا کہ آندھی کفار کے لیے عذاب الٰہی بن کر آئی وہ بھاگ گئے ہیں۔یہ خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی دعا دی۔

(ہ) غزوہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: غزوہ کے معنی ایسی جنگ ہے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے شرکت فرمائی ہو۔

(و) قرآن مجید میں منافقین کے طرز عمل کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: منافقین کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور اگر فوجیں آ جائیں تو (یہ منافق) یہی آرزو کریں گے کہ کاش ہم باہر گاؤں میں نکل جائیں (اور) تمہاری خبر پوچھا کریں، اور اگر تم بھی (جنگ میں شریک) رہیں تو (لڑیں گے نہیں مگر) بہت ہم کم لڑیں۔

(ی) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غزوہ خندق میں خندق کی کھدائی میں ضرب کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق کی کھدائی میں حصہ لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ضرب جن وانس کی عبادت سے بھاری تھی۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) غزوہ خندق کے اسباب وواقعات تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: غزوۂ خندق کے اسباب:

مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودی قبائل اپنی بدعہدی کی وجہ سے مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیے گئے تھے۔ان کو اس بات کا بڑا دکھ تھا۔چنانچہ ان کا ایک وفد مکہ مکرمہ میں پہنچا اور قریش کو مدینہ منورہ پر حملے کے لیے آمادہ کیا۔پھر یہ لوگ عرب کے دیگر قبائل کے پاس گئے اور انہیں بھی متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کیا۔

غزوۂ احد میں حاصل ہونے والی قریش کی جزوی فتح اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکی۔دیگر مہمات میں بھی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو شان دار کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اور عرب کے بہت سے علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ قریش کو اپنی تجارت بھی خطرے میں نظر آ رہی تھی۔اس صورت حال نے قریش کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔وہ مسلسل اس فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے اس ابھرتی ہوئی قوت کو مٹا دیا جائے۔یہودیوں کی پیش کش نے ان کے لیے اس جنگ کا فیصلہ کرنا آسان کر دیا۔چنانچہ ابوسفیان کی قیادت میں کفار کا یہ لشکر چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔مرالظہر ان پہنچنے کے بعد دیگر اسلام دشمن قبائل بھی اس لشکر سے آ ملے۔مدینہ منورہ پہنچتے پہنچتے اس لشکر کی تعداد دس ہزار ہو گئی۔

واقعات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ایک بیدار مغز اور ہمہ وقت چوکس رہنے والے قائد تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم حالات سے پوری طرح باخبر رہتے تھے۔جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو دشمن کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی خبر ملی، آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فوراً مجلس شوریٰ کا اجلاس بلایا۔اس اجلاس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ان کا تعلق ایران سے تھا۔انہوں نے بتایا کہ ایران میں جب اس طرح کی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے تو لوگ شہر کے ارد گرد خندق کھود لیتے ہیں۔چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کردہ تجویز منظور کر لی گئی اور مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع ہو گیا۔

خندق کی کھدائی:

مدینہ منورہ کا شہر تین اطراف سے درختوں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔دشمن کے لیے ان اطراف سے شہر پر حملہ کرنا ممکن نہیں تھا۔صرف شمال کی جانب سے راستہ کھلا تھا، جہاں سے حملہ ہو سکتا تھا۔چنانچہ اس طرف خندق کھودنا شروع کر دی گئی۔کھدائی میں حصہ لینے والے مجاہدین کی تعداد تین ہزار تھی۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے دس دس آدمیوں کے گروپ بنا کر ان پر کھدائی کا کام تقسیم کر دیا۔

کھدائی کے کام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی شرکت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جوش وخروش میں بے حد اضافہ کر دیا۔خندق کی کھدائی کے دوران میں بہت سے معجزات کا ظہور بھی ہوا۔جیسا کہ سخت زمین کا نرم ہو جانا، کھانے کا کم مقدار میں ہونے کے باوجود زیادہ لوگوں کو کفایت کرنا وغیرہ۔کھدائی کے دوران مسلمانوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔اس کے باوجود مسلمانوں نے صبر وتحمل سے اس کام کو جلد مکمل کر لیا۔

لشکر کفار کی آمد:

جب کفار کا دس ہزار کا ٹڈی دل لشکر مدینہ منورہ پہنچا تو خندق دیکھ کر حیران رہ گیا۔ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اہل مدینہ اس طریقے سے اپنا دفاع کریں گے۔اب ان کے لیے آگے بڑھ کر حملہ کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔اس لیے انہوں نے وہیں رک کر مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔مجاہدین ہر وقت چوکنے تھے۔کفار لاکھ کوششوں کے باوجود خندق کو عبور کرنے میں ناکام رہے۔البتہ ایک دن عرب کے مشہور پہلوان عبدود نے قدرے تنگ جگہ سے خندق کو عبور کرنے کی کوشش کی۔اس کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے موقع پر پکڑ لیا۔دونوں میں سخت مقابلہ ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدود کو جہنم رسید کر دیا۔یہ دیکھ کر باقی کفار بھاگ نکلے۔

یہود ومنافقین کا کردار:

غزوۂ خندق کے دوران مدینہ منورہ کے یہود اور منافقین کا کردار کھل کر سامنے آیا۔منافقین جنگ میں شرکت نہ کرنے کے حیلے بہانے بناتے رہے اور دوسروں کو بھی جنگ میں شریک ہونے سے روکتے رہے۔لیکن مجاہدین جذبہ ایمانی سے سرشار دین اسلام کی سربلندی کے لیے محاذ جنگ پر ڈٹے رہے۔اور کامیاب رہے۔

خواتین کا کردار

غزوۂ خندق میں مسلمان عورتوں نے مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ میں اہم کردار ادا کیا۔مجاہدین کی مدد کرنا، زخمیوں کو پانی پلانا، ان کی مرہم پٹی کرنا اور ان میں جذبہ ایمانی بیدار کرنے جیسے اہم کام انجام دیے۔مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کا انتظام فرمایا اور انہیں ایک مضبوط قلعے میں رکھا تھا۔بنو قریظہ نے بدعہدی کے بعد اپنے ایک مخبر کو اس قلعے کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔اس قلعے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔وہ بہت نڈر اور بہادر خاتون تھیں۔انہوں نے اس یہودی کو دیکھ لیا اور قلعے سے نکل کر اس یہودی کو لٹھ (لکڑی) مار مار کر ہلاک کر دیا۔حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس طرز عمل نے یہودیوں کو باور کرایا کہ یہ قلعہ اسلامی لشکر کی حفاظت میں ہے یا کم از کم اس میں اتنے آدمی موجود ہیں جو اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔جس کے بعد کسی دشمن نے ادھر آنے کی ہمت نہ کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جنگ کے دوران میں مسجد نبوی میں زخمیوں کے لیے خیمہ نصب کرایا اور حضرت رفیدہ اسلمیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس جنگی ہسپتال کا نگران مقرر فرمایا۔وہ زخمیوں کا علاج اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتی تھیں۔

(ب) غزوۂ خندق کے نتائج واثرات تحریر کریں؟

جواب: نتائج واثرات:

غزوۂ خندق اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔اس میں کافروں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور یہودیوں کا کردار کھل کر سامنے آ گیا۔دشمنان اسلام جان گئے کہ سارا عرب متحد ہو کر بھی مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتا۔اس غزوے میں مسلمانوں کے چھے افراد شہید ہوئے۔مشرکین کے آٹھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے اور انہیں شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا۔غزوۂ خندق مسلمانوں کی شاندار فتح تھی جس میں خندق کھودنے کی تدبیر بڑی کام آئی۔اس غزوہ نے مسلمانوں کی بے مثال قربانی، اتحاد واتفاق اور مضبوط عزم کو خواب واضح کر دیا۔مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کی طاقت اور استحکام میں زبردست اضافہ ہوا۔اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی تجارت میں تیزی سے اضافہ ہوا۔عرب کے دیگر علاقوں سے ان کے خوش گوار تعلقات قائم ہوئے اور سارے عرب پر مسلمانوں کا رعب ودبدبہ قائم ہوا۔ثابت ہو گیا کہ فتح وشکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

غزوۂ خندق سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں صبر واستقامت، شجاعت اور دانائی سے کام لینا چاہیے۔اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے کے ساتھ ساتھ محنت اور خلوص نیت سے کام کرنا چاہیے۔معاملات زندگی میں مشورے اور دوسروں کے تجربات سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔خواتین کو معاشرے میں اپنا اہم اور مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔

(ج) غزوہ خندق میں مسلمانوں کو کن خطرات کا سامنا تھا؟ واضح کریں۔

جواب:

ایک طرف مدینہ منورہ کے اندر بنو قریظہ کی طرف سے مسلمانوں کو اپنے خاندانوں کے تحفظ کا مسئلہ درپیش تھا جبکہ دوسری طرف مدینہ منورہ کے باہر مشرکین کی ایک بڑی اور طاقتور فوج کا سامنا تھا۔ان حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور مجاہدین مسلسل اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگ رہے تھے۔اسی دوران بنو عطفان کے ایک شخص نعیم بن مسعود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔پیارے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اسے کہا کہ تم اپنے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرو تا کہ وہ جنگ سے باز آ جائیں۔چنانچہ نعیم بن مسعود باری باری یہود وکفار کے پاس گئے اور ان میں پھوٹ ڈلوا دی۔

☆☆☆☆

(ج) غزوۂ بنو قریظہ

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) غزوۂ خندق کے مشکل ترین حالات میں میثاق مدینہ کی کھلی خلاف ورزی کی:

(ا) بنو قینقاع نے	(ب) اوس وخزرج نے
(ج) بنو نضیر نے	(د) بنو قریظہ نے ✓

(ب) غزوۂ بنو قریظہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی ہدایت پر ثالثی کے فرائض سرانجام دیے:

(ا) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ✓
(ب) حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(د) حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(ج) بنونضیر نے مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ کو اسلحہ فراہم کیا تھا:

(ا) غزوۂ بدر میں ✓ (ب) غزوۂ احد میں
(ج) غزوہ خندق میں (د) غزوۂ خیبر میں

(د) بنوقریظہ قلعہ بند ہوئے تو مسلمانوں نے ان کے قلعے کا محاصرہ کیا جو جاری رہا:

(ا) 20روز (ب) 23روز
(ج) 25روز ✓ (د) 27روز

(ہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے دس دن کی مہلت دیتے ہوئے مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دیا:

(ا) بنوقینقاع کو (ب) بنونضیر کو ✓
(ج) اوس وخزرج کو (د) بنوقریظہ کو

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) یہودیوں کی مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: یہودیوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے میثاق مدینہ کیا تھا جس کی رو سے مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے حلیف تھے مگر وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ یعنی انہوں نے اپنے وعدے کی پابندی نہ کی۔ جس کے نتیجے میں غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ ہوئی۔

(ب) حی بن اخطب کون تھا؟

جواب: حی بن اخطب بنوقریظہ کا سردار تھا جو غزوہ بنوقریظہ میں مارا گیا۔

(ج) محاصرے کے دوران میں بنوقریظہ لڑائی کرنے پر آمادہ کیوں نہ تھے؟

جواب: بنوقریظہ کے محاصرے کے دوران بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے انہیں لڑائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر ان پر مسلمانوں کا اتنا خوف تھا کہ وہ کسی طرح بھی لڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) غزوہ بنی قریظہ کے اسباب بیان کریں؟

جواب: غزوۂ بنوقریظہ کے اسباب:

غزوۂ خندق کے مشکل ترین حالات میں بنوقریظہ نے میثاق مدینہ کی کھلی خلاف ورزی کی اور وہ بنونضیر کے سردار حی بن اخطب کے اکسانے پر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔ یہ ایک ناقابل یقین واقعہ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جنگ کے دوران ہی اس کی تحقیق کے لیے اپنے چار معتمد ساتھیوں کو بھیجا اور جیسا کہ غزوۂ خندق کے حالات میں گزرا ہے کہ انہوں نے تحقیق کے بعد ان کی عہد شکنی کی تصدیق کی۔ پھر یہ ان کی بغاوت کا پہلا واقعہ نہیں تھا بلکہ انہوں نے غزوۂ بدر میں بھی مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ کو اسلحہ فراہم کیا تھا۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس وقت ان کا قصور معاف فرما دیا تھا۔ اس صورت حال میں وہ فوری اور سخت سزا کے حق دار تھے مگر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے پھر بھی فوراً حملہ نہیں کیا، بلکہ محاصرہ کر کے انہیں بات چیت پر مجبور کرنے کو ترجیح دی۔

(ب) غزوۂ بنوقریظہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثالثی کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثالثی:

اس طرح حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گویا بنوقریظہ کی مرضی سے ان کے ثالث مقرر ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق کے دوران تیر لگنے سے زخمی ہوئے تھے اور اس وقت مسجد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتسلیم میں زیر علاج تھے۔ انہیں ایک گدھے پر بٹھا کر ثالثی کے لیے لایا گیا۔ یہ بات معلوم ہے کہ ثالث کا فیصلہ ماننا فریقین پر لازم ہوتا ہے۔ پھر بھی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے نہ صرف فریقین سے بلکہ اپنے قبیلہ کے لوگوں سے بھی عہد لیا کہ وہ میرا فیصلہ قبول کریں گے۔ اور پھر اپنا تاریخی فیصلہ سنا دیا جو تین نکات پر مشتمل تھا۔

☆☆☆☆

(ج) غزوۂ بنوقریظہ کے واقعات:

جواب: غزوۂ بنوقریظہ کے واقعات:

جب بنوقریظہ قلعہ بند ہوئے تو مسلمانوں نے ان کے قلعے کا محاصرہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دے کر بنی قریظہ کے قلعے کی طرف بھیجا۔ یہ محاصرہ 25 روز تک جاری رہا۔ اس دوران بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے ان کو لڑائی پر آمادہ کرنے کی پوری کوشش کی، مگر وہ ان پر ایسا خوف طاری ہو چکا کہ وہ کسی طرح لڑنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ آخر کار وہ طویل محاصرے کے بعد ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوئے۔

(د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فیصلہ کیا؟

جواب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ تین نکات پر مشتمل تھا:

-i ان کے جنگجو مردوں کو سزائے موت دی جائے۔
-ii ان کے مال مسلمانوں کے درمیان بانٹ دیے جائیں۔
-iii ان کی عورتیں اور بچے غلام بنا لیے جائیں۔

☆☆☆☆

(د) صلح حدیبیہ

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حدیبیہ قریب ہے:

(ا) جدہ کے (ب) طائف کے
(ج) مدینہ منورہ کے (د) مکہ مکرمہ کے ✓

(ب) صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا:

(ا) 2ہجری میں (ب) 4ہجری میں
(ج) 6ہجری میں ✓ (د) 8ہجری میں

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے:

(ا) 1100 (ب) 1200
(ج) 1300 (د) 1400 ✓

(د) کفار مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا:

(ا) جد بن قیس کو (ب) عروہ بن مسعود کو
(ج) بدیل بن ورقا کو (د) سہیل بن عمرو کو ✓

(ہ) بیعت رضوان ہوئی:

(ا) پہاڑ پر (ب) غار میں
(ج) درخت کے نیچے ✓ (د) صحرا میں

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حدیبیہ کا تعارف لکھیں؟

جواب: حدیبیہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ جگہ مکہ سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(ب) سفر پر روانہ ہونے کے لیے عرب میں کیا دستور رائج تھا؟

جواب: عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی سفر پر روانہ ہوتا تو تلوار ساتھ رکھتے تھے جو نیام میں ہوتی تھی۔

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو قلادے کیوں پہنائے؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جانوروں کے گلے میں قلادے ڈالے تاکہ کفار سمجھ لیں کہ یہ قربانی کے جانور ہیں۔

(د) بیعت رضوان کا ذکر قرآن مجید میں کن الفاظ میں ہے؟

جواب: بیعت رضوان کا قرآن مجید میں ذکر ان الفاظ میں ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(سورۃ الفتح: آیت 18)

(ہ) فتح مبین سے کیا مراد ہے؟

جواب: فتح مبین سے مراد مکہ مکرمہ کی فتح ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا خواب بیان کریں؟

جواب: ہجرت مدینہ کو تقریباً چھے سال کا عرصہ بیت چکا تھا۔ اس عرصے میں مسلمان بیت اللہ کی زیارت کو نہ جا سکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور مسلمانوں کے دل طواف بیت اللہ کے لیے بے چین تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کنجی لی اور صحابہ سمیت بیت اللہ کا طواف کیا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ سے عمرے کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ کی جانب روانگی کا اعلان فرمایا۔

(ب) بیعت رضوان کی کیا وجہ تھی؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے کفار مکہ سے بات چیت کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ روانہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا پیغام دیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا تاکہ باہم مشورہ کر کے جواب دیں گے اور پیش کش کی کہ آپ بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکہ مکرمہ میں دیر تک رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں افواہ پھیل گئی کہ انہیں کفار مکہ نے شہید کر دیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خبر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ہم عثمان کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خود اپنا ایک ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔ اس بیعت کو ''بیعت رضوان'' کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بیعت لیتے وقت ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ یہ بیعت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(سورۃ الفتح 48: آیت 18)

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہوا جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

(ج) بدیل بن ورقہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو کیا خبر دی؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر قیام کیا۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص بدیل بن ورقا اپنے ساتھیوں سمیت آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ کفار مکہ آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے اور لڑنے کا پختہ ارادہ کیے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس کے ذریعے سے کفار مکہ کو پیغام بھیجا کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے۔

(د) صلح حدیبیہ کی شرائط لکھیں؟

جواب: صلح حدیبیہ کی شرائط: کفار کو جب اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے سہیل بن عمرو کو کچھ شرائط کے ساتھ صلح کی بات چیت کے لیے بھیجا۔ سہیل بن عمرو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی اور فریقین میں ایک معاہدہ طے طایا۔ اس معاہدے کا ''صلح حدیبیہ'' کہتے ہیں۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ جگہ مکہ سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس معاہدے کے نکات درج ذیل تھے:

☆ اس سال مسلمان بیت اللہ کی زیارت کیے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ سال مسلمان مکہ آئیں گے اور صرف تین روز قیام کریں گے۔ اس دوران میں مسلمان اپنی تلواریں نیام میں رکھیں گے۔

☆ دونوں فریق دس سال تک جنگ نہیں کریں گے۔ اس عرصے میں کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔

☆ عرب کے قبائل آزاد ہیں کہ وہ کسی بھی فریق کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔

☆ کفار کا جو آدمی محمد (صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) کے پاس جائے گا، اسے واپس کر دیا جائے گا لیکن جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) کو چھوڑ کر مکہ آئے گا، اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

ابھی صلح حدیبیہ کی شرائط لکھی جا رہی تھیں کہ حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کہ مسلمان ہو چکے تھے، مکہ سے بیڑیوں سمیت بھاگ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان چاہی۔ سہیل بن عمرو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اگر اسے واپس نہ کیا گیا تو معاہدہ نہیں کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبر کی تلقین کی اور سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا۔

صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تحریر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی تھی۔ معاہدے کی تحریر میں ایک جگہ ''رسول اللہ'' کے الفاظ تھے۔ قریش کے نمائندے سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیں تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم معاہدے کی تحریر سے یہ الفاظ مٹا دیں۔ صرف اپنا اور اپنے والد صاحب کا نام لکھوائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ یہ الفاظ مٹا کر صرف میرا نام لکھو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا حکم ماننے والا کون ہو سکتا تھا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو محبت تھی اس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ معاہدے سے مٹانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا نام نہیں مٹاؤں گا۔

صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف معلوم ہوتی تھیں اس لیے مسلمان اس صلح سے پریشان تھے، مگر سب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے فیصلے کو صبر و تحمل کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ ان کو یقین تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ واپس جا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی، جس میں صلح حدیبیہ کو ''فتح مبین''، یعنی بڑی اور واضح کامیابی قرار دیا۔

☆☆☆☆

(ہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمی سرگرمیاں

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم دینے کے لیے بھیجا:

(ا) مکہ مکرمہ (ب) طائف
(ج) مدینہ منورہ ✓ (د) نجران

(ب) بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد مدینہ منورہ کے لوگ اسلام لا چکے تھے:

(ا) 21 (ب) 15
(ج) 70 (د) 12 ✓

(ج) اصحاب صفہ کا چبوترہ قائم تھا:

(ا) دار ارقم میں (ب) مسجد نبوی میں ✓
(ج) مسجد قبا میں (د) مکہ مکرمہ میں

(د) رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے یہودیوں کی زبان سریانی میں لکھنا پڑھنا سیکھنے کا حکم دیا:

(ا) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(ب) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(ج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
(د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ✓

(ہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی احادیث کی تعداد ہے:

(ا) 5574 (ب) 5374 ✓
(ج) 5674 (د) 5974

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت اللہ تعالیٰ سے رسول بھیجنے کے لیے کن الفاظ میں دعا مانگی؟

جواب: ترجمہ:

''اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔''

(ب) غزوہ بدر میں قریش کے کتنے لوگ قیدی بنائے گئے اور ان کی رہائی کے لیے کیا شرط رکھی گئی؟

جواب: غزوہ بدر میں قریش کے ستر لوگ قیدی بنائے گئے۔ ایک آدمی کو قید سے رہا کرنے کی ایک شرط یہ تھی کہ دس بچوں کو لکھنا سکھا دو۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے علم کے حصول کے لیے آنے والے کا استقبال کن الفاظ میں کیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حصول علم کے لیے آنے والے کو جواب دیا: ''ہم طالب علم کو خوش آمدید کہتے ہیں''

(د) مسجد نبوی کے چبوترے پر رہنے والے اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کس نے سب سے زیادہ احادیث تحریر کیں؟

جواب: اصحاب صفہ میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے زیادہ احادیث بیان فرمائیں۔

(ہ) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کس نے لکھنا سکھایا؟

خواب: ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھنا شفعا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سکھایا۔

(و) اشاعت اسلام میں دار ارقم کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اشاعت اسلام میں دار ارقم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں دین اسلام کے تحفظ اور آبیاری کا فریضہ جس گھر میں سرانجام پاتا رہا وہ گھر دار ارقم کہلاتا ہے۔ یہ گھر سیدنا ورقم بن ابوارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اسی وجہ سے دار ارقم کہلاتا ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) معلم انسانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور مسجد نبوی میں تشریف فرما کر کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت کا اہتمام فرماتے؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما رہتے۔ وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دین کی تعلیم دیتے۔ کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سفر کے دوران ہی اپنے صحابی کو تعلیم دیتے جاتے۔ مختلف مواقع پر لوگوں سے سوالات پوچھتے۔ اگر وہ جواب نہ دے پاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اس کا جواب بتاتے۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف رکھتے۔ لوگوں کو بہت اہم باتوں کی تعلیم دیتے۔ نماز فجر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھتے۔ کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے قرآن مجید کے بارے میں کچھ پوچھتا، کوئی فرائض کے بارے میں دریافت کرتا اور کوئی اپنا خواب بیان کر کے تعبیر پوچھتا۔

(ب) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم میں اسلام کی پہلی درسگاہ ''صفہ'' کے قیام کا مقصد اور تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں کے بارے میں تحریر کریں؟

جواب:

مسجد نبوی کے صحن کی پچھلی جانب ایک چبوترہ تھا جسے صفہ کہا جاتا ہے۔ جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے آئے تو وہ خالی ہاتھ تھے۔ یہ لوگ دن رات یہیں رہتے۔ قرآن مجید پڑھتے اور ایک دوسرے سے سیکھتے سکھاتے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سنہری باتیں سنتے اور انہیں یاد کرتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے زیادہ احادیث مبارکہ بیان کی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد 5374 ہے۔ اس کا سبب یہی تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کے چبوترہ پر رہنے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شامل تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم دن رات علم حاصل کرنے میں مصروف رہنے والے ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کھانے پینے کا بندوبست کرتے۔ ان کا خیال رکھتے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنے کی ہدایت فرماتے۔ اور خود ان کو تعلیم بھی دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ان کے علم میں برکت کے لیے دعا بھی فرماتے۔

☆☆☆☆

(ہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بطور داعی امن

حصہ اول معروضی

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم جب تک مکہ میں رہے مسلمانوں نے قریش مکہ کے بے پناہ مظالم برداشت کیے۔ ہجرت مدینہ کے بعد مکہ کے کافر و مشرک ہو گئے:

(ا) پر امن
(ب) اسلام مخالف تمام زور آور قبائل سے ✓
(ج) مسلمانوں کے خیر خواہ (د) مسلمان

(ب) اسلام سے قبل عرب میں قبیلوں کے آپس میں جاری رہتے:

(ا) سالہا سال تک فلاح و بہبود کے منصوبے
(ب) سالہا سال تک صلح کے معاہدے
(ج) سالہا سال تک جنگ و جدل ✓
(د) سالہا سال تک امن وسلامتی و بھائی چارے کی فضا

(ج) مدینہ پہنچتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو متحد کرنے کی خاطر قائم کی:

(ا) میثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ
(ج) مواخات ✓ (د) بیعت عقبہ

(د) عیسائیوں کے ایک لاکھ کے لشکر کو مسلمانوں کے 30 ہزار کے چھوٹے سے لشکر نے میدان سے بغیر جنگ کے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دشمن نہ آیا تو کئی ہفتے انتظار کے بعد واپسی ہوئی:

(ا) غزوہ موتہ ✓ (ب) غزوہ احزاب
(ج) غزوہ بدر (د) غزوہ حنین

(د) آپ کے قائم کیے گئے پر امن اور محفوظ معاشرے میں ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سفر کرنے والی عورت کو ذرا خوف نہیں تھا:

(ا) بھوک اور افلاس کا
(ب) قیمتی زیورات کے لٹ جانے کا ✓
(ج) قافلے سے بچھڑنے کا
(د) اہل و عیال کی جدائی کا

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) اسلام میں امن وسلامتی کی اہمیت بیان کریں؟

جواب: اسلام نے آپس میں مل جل کر امن وسلامتی سے رہنے کی تلقین کی ہے۔ فتنہ و فساد سے دور رہنے اور معاشرے کو بدامنی سے بچانا اسلام کی تعلیم ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایک پر امن اور محفوظ معاشرے کی بنیاد رکھ کر اسے پروان چڑھایا۔

(ب) غزوہ بدر اور غزوہ احد میں مدینہ کے آس پاس قریش کو کوئی زیادہ حمایت کیوں نہ مل سکی؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو متحد کرنے کی خاطر مواخات قائم کی، مدینہ منورہ کے اردگرد رہنے والے کفار کو میثاق مدینہ میں پرو دیا۔ ان معاہدوں کے تمام فریق شہری امن وسلامتی اور اندرونی دفاع کو ہر صورت قائم رکھنے کے پابند تھے۔ یہی وجہ تھی کہ غزوۂ بدر اور غزوہ احد میں مدینہ کے آس پاس سے قریش کو کوئی زیادہ حمایت نہ مل سکی۔

(ج) مدینہ کے باشندوں کو گردونواح اور بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے تمام شہریوں سے کیا عہد لیا گیا؟

جواب: مدینہ کے باشندوں کو گردونواح اور بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بیرونی حملہ آوروں کی مدد نہ کریں گے۔

(د) فتح مکہ کے موقع پر کس طرح امن وامان کی بہترین مثال قائم کی گئی؟

جواب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر نہ تو کفار کا قتل عام کیا، نہ انہیں قیدی اور اسیر بنایا، نہ ان سے کوئی تاوان اور جرمانہ لیا۔ نہ انہیں کوئی اور دوسری سزا دی۔ بلکہ ان سب کے لیے عام معافی کا اعلان کر کے امن وامان کی بہترین مثال قائم کی۔

(ہ) آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے عالمگیر خطبہ حجتہ الوداع میں کیا درس دیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے عالمگیر خطبہ حجتہ الوداع میں امن وسلامتی کا درس دیا۔ ایک پر امن اور پر سکون معاشرے کو قائم کرنے کے اصول بتائے۔ انسانیت کے لیے تمام تباہ کن جاہلیت کی رسوم و روایات اور اصول و قوانین کا خاتمہ کیا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) اسلام سے قبل عرب میں امن وسلامتی کی صورت حال کیسی تھی؟

جواب:

اسلام سے قبل عرب میں امن وسلامتی کی صورت حال بہت خراب تھی۔ عرب کہلاتے تو ایک قوم تھے مگر ان کے اندر قومی اتحاد بالکل نہیں تھا۔ تمام قبیلوں کے اپنے اپنے سرداروں کی سربراہی میں قبائلی نظام قائم تھا۔ قبیلوں کی ایک دوسرے کے خلاف جنگیں سالہا سال جاری رہتیں۔ بنو بکر و بنو تغلب کی جنگ چالیس سال تک جاری رہی۔ مدینہ کے باسی دو قبیلے اوس اور خزرج آپس میں برسر جنگ تھے۔ پہاڑی کی گزرگاہوں اور صحرائی شاہراہوں پر ڈاکو اور قزاق قبیلوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ عرب کی معیشت کا انحصار زیادہ تر تجارت پر تھا۔ اور دوسرا ذریعہ معاش جنگوں اور حملوں کے ذریعے کمزور قبیلوں کے مال و دولت کی لوٹ مار تھی نہ کوئی تجارتی حفاظت کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ سکتا تھا۔ نہ کوئی چھوٹا یا کمزور قبیلہ اکیلا اپنا دفاع کر سکتا تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی ضرب المثل ان کی صورت حال تھی۔

(ب) ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے معاشرے میں امن وسلامتی قائم کرنے کے لیے کیا غیر معمولی جدوجہد کی؟

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم معاشرے میں امن وسلامتی قائم کرنے کے لیے غیر معمولی جدوجہد کی۔ مدینہ پہنچتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو متحد کرنے کی خاطر مواخات قائم کی اور خون کے رشتوں پر مواخاتی رشتے کو ترجیح دے کر زیادہ اہم بنایا۔ دوسرا مدینہ کے باشندوں کو گردونواح اور بیرونی حملوں سے محفوظ کرنے کے لیے تمام شہریوں سے ایک عہد لیا۔ اس عہد کے مطابق وہ بیرونی حملہ آوروں کی مدد نہ کرنے کے پابند ہو گئے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کے گردونواح میں موجود یہودیوں سے بھی معاہدہ امن کر لیا۔ ان معاہدوں کے تمام فریق شہری امن وسلامتی اور اندرونی دفاع کو ہر صورت قائم رکھنے کے پابند تھے۔

یہی وجہ ہے کہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں مدینہ کے آس پاس سے قریش کو کوئی زیادہ حمایت نہیں مل سکی تھی۔ اب ایک طرف مسلمانوں کی قوت بڑھ رہی تھی اور دوسری طرف قریش بڑی طاقتوں کو بھی اپنا ہمنوا بنانے میں مصروف تھے۔ روم اس وقت دو بڑی طاقتوں میں سے ایک تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اللہ کی مدد سے قریش کو اس کے تمام اتحادیوں سمیت اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

(ج) امن کے قیام کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حکمت عملی پر ایک پیراگراف تحریر کریں؟

جواب:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بھی دشمن کو مسلسل کمزور کرنے اور مسلمانوں کی ہیبت دکھانے کے لیے روز بروز پیش قدمی کر رہے تھے۔ عیسائیوں کے ایک لاکھ کے لشکر کو مسلمانوں کے 30 ہزار کے چھوٹے سے لشکر نے میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک روم کی جنگی تیاریوں کی خبر سن کر مسلمان ان سے بھی پہلے موتہ کے میدان تک پہنچ گئے۔ دشمن نہ آیا تو کئی ہفتے انتظار کے بعد واپسی ہوئی۔

اس تمام جدوجہد اور جنگی کارروائی کا مقصد قتل و غارت گری نہیں تھا۔ اس کا مقصد ملک میں امن وامان اور سکون وسلامتی قائم کرنا تھا۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے امن وامان کی تعلیم دے رہا تھا۔ فتنہ و فساد برپا کرنے اور معاشرے کو بدامنی سے دوچار کرنے کے لیے قوانین بیان ہو رہے تھے۔ دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم فتنہ و فساد کی خوگر تمام طاقتوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ مدینہ کے یہودی قبیلوں بنو قینقاع اور بنو نضیر نے عہد شکنی کی۔ اپنی طاقت کے گھمنڈ اور قریش کی اکساہٹ پر مسلمانوں سے چھیڑ خانی شروع کر دی۔ نتیجے میں انہیں خیبر کی جنگ میں شکست اٹھانی پڑی اور جو بچ گئے تھے انہیں مدینہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بڑی طاقتوں تک اپنا پیغام امن پہنچانے کے ساتھ آس پاس کے تمام رہزن اور ڈاکوؤں کو دھکیل ڈالا۔

☆☆☆☆

(ب) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور ہماری زندگی

(الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا صبر و شکر

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) اپنے مزاج یا پسند کے خلاف کسی بھی بات یا عمل کو بغیر شکوہ کیے برداشت کرنا کہلاتا ہے:

(ا) احسان (ب) صبر ✓
(ج) سخاوت (د) شکر

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو گالیاں دیتی، گھر کے دروازے پر کانٹے ڈالتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم صبر کیا:

(ا) ابوسفیان کی بیوی (ب) ابوجہل کی بیوی
(ج) ابومغیرہ کی بیوی (د) ابولہب کی بیوی ✓

(ج) مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھیوں کو سخت تکلیفیں دی گئیں:

(ا) تیئیس برس تک (ب) تیرہ برس تک ✓
(ج) پندرہ برس تک (د) دس برس تک

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے فرمان کے مطابق جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ نہیں ہوتا:

(ا) صبر کرنے والا (ب) قابل بھروسہ
(ج) مسلمان (د) اللہ کا شکر گزار ✓

(ہ) کسی کی مدد کرتے ہوئے محض ہمارے مدنظر ہونی چاہیے:

(ا) دنیاوی مفاد اور منفعت (ب) رضائے الٰہی
(ج) تعریفی کلمات سننے کی خواہش (د) ریاکاری

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) صبر سے کیا مراد ہے؟ کسی ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: اپنے مزاج یا پسند کے خلاف کسی بھی بات یا عمل کو بغیر شکوہ کیے برداشت کرنا صبر کہلاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ”بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

(ب) شہر طائف کے لوگوں کے تکلیف دہ رویے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے کس صبر وتحمل کا عملی نمونہ پیش کیا؟

جواب: شہر طائف کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو لہولہان کر دیا۔ اتنی تکلیف اٹھانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے طائف والوں کے خلاف کوئی بات نہ نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم چاہتے تو ان کو بددعا دے سکتے تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کے لیے کی ہدایت کی دعا فرمائی۔

(ج) جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جواب میں کیا فرمایا؟

جواب: جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

(د) شکر کا معنی بیان کریں؟

جواب: شکر کا معنی احسان مندی یعنی دوسرے کے احسانات کو تسلیم کرنا ہے۔

(ہ) فرمان الٰہی کے مطابق شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کیا عطا فرماتا ہے؟

جواب: شکر ادا کرنے والے کے لیے جو انعام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے:

ترجمہ: "اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔"

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام میں صبر وشکر کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: شکر کی اہمیت:

شکر کا معنی احسان مندی یعنی دوسرے کے احسانات کو تسلیم کرنا ہے۔ اسلام میں شکر گزاری کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

(سورۃ الضحیٰ 93: آیت 11)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب بیان فرمائیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر شکر ادا کرنے کا فائدہ بھی بتایا گیا کہ اس سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے آگاہ فرمایا کہ اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔

(سورۃ ابراہیم 14: آیت 7)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم خود بھی اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ اتنی لمبی نماز ادا کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم تو خطا سے پاک ہیں پھر اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جواب دیا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

گویا آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی تمام عبادت وریاضت کا اہم ترین مقصد اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری تھا۔

(ب) سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے صبر اور شکر کی دو مثالیں پیش کریں؟

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا صبر

پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زندگی صبر کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے قریش کو صرف ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا اور بتوں کی پوجا کرنے سے روکا تو قریش آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے جانی دشمن بن گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو ستانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ ابولہب کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو گالیاں دیتی، آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے گھر کے دروازے پر کانٹے ڈالتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جواب میں کبھی اس کو برا بھلا نہیں کہا، کبھی اسے گالی نہیں دی اور نہ کبھی اس کو کوئی تکلیف پہنچائی۔

مکہ میں تیرہ برس تک آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے ساتھیوں کو سخت تکلیفیں دی گئیں، قریش آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا نام بگاڑتے، آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر پتھر پھینکتے، آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو جادوگر کہتے۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو ہر طریقے سے ستایا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کی ہر بات کو صبر سے برداشت کیا۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی والہ اصحابہ وسلم اسلام کی تبلیغ کے لیے شہر طائف تشریف لے گئے۔ طائف کے لوگوں نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو جھٹلایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر پتھر بھی برسائے۔ پتھروں سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ اتنی تکلیف اٹھانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے طائف والوں کے خلاف کوئی بات نہیں نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم چاہتے تو ان کو بددعا دے سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کی ہدایت کے لیے دعا کی۔

(ج) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ اور کس کا مشکور ہونا ضروری ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب: اسلام صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے پر زور نہیں دیتا بلکہ یہ اس

بات کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ معاشرے میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے احسانوں کی بھی قدر کی جائے اور دوسروں کا احسان مند رہا جائے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ لَّا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللّٰهَ

(جامع ترمذی: 1954)

ترجمہ: جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔

گویا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے پہلے مخلوق کا مشکور ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ کوئی ہماری مدد کرے یا ہم پر احسان کرے تو اکڑنے اور تکبر کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اس کا شکریہ ادا کریں اور اس کے ممنون احسان رہیں۔ البتہ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسی پر احسان کر کے اس کو مت جتلائیں اور نہ بعد میں کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح کسی کی مدد کرتے ہوئے کسی قسم کے دنیاوی مفاد اور منفعت کی بجائے محض رضائے الٰہی ہمارے مدنظر ہونی چاہیے۔ اس سے ہمیں دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی انعام ملے گا۔

☆☆☆☆

2۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا سادہ طرز زندگی اور قناعت

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) مختلف فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہونے والا مال غنیمت دے دیا جاتا:

(ا) قریبی دوستوں کو (ب) عزیز واقارب کو
(ج) ضرورت مندوں کو ✓ (د) حکومتی اہلکاروں کو

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا بستر تھا:

(ا) اطلس ودیباج کا (ب) انتہائی آرام دہ
(ج) نرم ریشم کا (د) کھجور کے خشک پتوں کا

(ج) سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر اور مالدار آدمی تھے۔ آپ رہتے تھے:

(ا) ایک محل نما گھر میں
(ب) ایک چھوٹے سے کچے مکان میں ✓
(ج) عالیشان جگہ پر (د) بڑے باغ سے متصل گھر میں

(د) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے:

(ا) کئی محلات کے مالک
(ب) دنیا کے کئی ممالک کے حکمران ✓
(ج) کئی شہروں کے حکمران
(د) مکہ کے رئیس

(ہ) سادگی اور قناعت کی مدد سے معاشرہ .... کو قائم رکھا جا سکتا ہے:

(ا) اعتدال ✓ (ب) بے جا فخر وتکبر کی فضا
(ج) اعلیٰ اور پر تکلف معیار زندگی (د) نمود ونمائش

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) سادگی سے کیا مراد ہے؟

جواب: سادگی سے مراد سادہ زندگی گزارنے کے ہیں۔ اس سے مراد ایسا طرز زندگی ہے جو نمود ونمائش اور تکلفات سے پاک ہو۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سادگی کے بارے میں اپنی امت کو کیا ہدایت فرمائی؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سادگی کے بارے میں اپنی امت کو بتایا کہ اپنی زندگیاں سادگی سے گزارو اور فخر وتکبر کا سبب بننے والے کاموں سے دور رہو۔

(ج) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے کے بعد جب کوفہ شہر میں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسی رہائش میں رہنا پسند کیا؟

جواب: خلیفہ بننے کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ شہر میں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک محل میں رہنے کی بجائے ایک میدان میں رہائش رکھی۔

(د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مال ودولت رکھنے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ کا طرز زندگی کیسا تھا؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مال دار ہونے کے باوجود سادہ لباس پہنتے۔ سادہ خوراک کھاتے اور سادہ مکان میں رہتے تھے۔

(ہ) سادگی کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ اور حدیث تحریر کریں؟

جواب: سادگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: سادگی سے مراد سادہ زندگی گزارنے کے ہیں۔ اس سے مراد ایسا طرز زندگی ہے جو نمود ونمائش اور تکلفات سے پاک ہو۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سادہ زندگی پر نوٹ لکھیں:

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سادگی

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حیات مبارکہ سادگی اور قناعت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ مختلف فتوحات کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پاس بہت سا مال غنیمت آتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سب مال ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیتے۔ خود تھوڑی سی خوراک اور معمولی لباس پر گزارا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا بستر کھجور کے خشک پتوں کا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اس پر آرام فرما ہوتے تو جسم اطہر پر اس کے نشان پڑ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے گھر میں کئی کئی دن کھانا نہ بنتا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم صرف کھجور اور دودھ وغیرہ پر گزارا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے۔ ایک طرف روم اور ایران کے بادشاہ تھے جو اپنے عظیم الشان محلات میں ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے تھے۔ دوسری طرف دونوں جہانوں کے شہنشاہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم تھے جو ایک چھوٹے سے گھر میں زمین پر بستر بچھا کر آرام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے امت کو بھی سادگی اپنانے کی تعلیم دی اور فخر و تکبر کا سبب بننے والے تمام کاموں سے دور رہنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔ ٹیک لگا کر کھانے پینے سے منع فرمایا۔ مردوں کو ریشمی لباس پہننے اور سونے کے زیورات پہننے سے بھی منع فرمایا۔

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سادگی کے بارے میں دو سبق آموز واقعات تحریر کریں؟

جواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خود سادگی کو اختیار کرنے کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو بھی سادگی کا سبق دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں بھی سادگی کا عملی نمونہ تھیں۔ مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار آدمی تھے۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹے سے کچے مکان میں رہتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے اور اکثر فاقے سے رہتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مالدار تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو ایک کنواں خرید کر دیا۔ قحط کے دنوں میں غلے سے بھرے ہوئے کئی اونٹ صدقہ کیے۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز زندگی بالکل سادہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادہ لباس پہنتے تھے اور سادہ مکان میں رہتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ شہر میں تشریف لائے تو لوگوں نے ایک محل میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش کا بندوبست کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ناپسند کیا اور ایک کھلے میدان رہائش اختیار کی۔

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت طیبہ سے سادگی اور قناعت کی مثالوں سے اہم نکات اخذ کریں؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے سادہ زندگی گزاریں۔ بے جا فخر و تکبر اور آرائش و نمائش سے بچیں کیونکہ اسلام کی یہی تعلیم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے سارے کام خود کرتی تھیں۔ چکی پر آٹا پیسنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے۔ ان حالات میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادگی کا دامن نہ چھوڑتیں اور سارے کام خود انجام دیتیں۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی سادہ زندگیاں گزارتے اور تکلف و تصنع سے دور رہتے تھے۔

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادگی کا درج ذیل واقعہ بھی بہت سبق آموز ہے:

ایک دفعہ ایک شخص کسی دوسرے ملک سے مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے مدینہ منورہ آیا۔ وہ گلیوں میں گھوم پھر کر خلیفہ کا محل تلاش کرتا رہا مگر کافی دیر تلاش کرنے پر بھی اسے کہیں کوئی محل نظر نہ آیا۔ آخر کار اس نے ایک آدمی سے خلیفہ کے محل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ہمارے خلیفہ کا کوئی محل نہیں ہے۔ اجنبی نے پوچھا کہ پھر میری خلیفہ سے کہاں ملاقات ہوگی؟ اس آدمی نے بتایا کہ شہر کے کنارے پر کسی درخت کے نیچے تمہیں خلیفہ آرام کرتے مل جائیں گے۔ اجنبی نے جا کر دیکھا تو خلیفہ ایک درخت کے نیچے لیٹے تھے۔ اجنبی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ اس نے سوچا کہ ہمارے بادشاہ تو عالیشان اور بڑے بڑے محلات میں رہتے ہیں۔ وہ نرم و گداز بستر پر آرام کرتے ہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کا خلیفہ ہے جو کئی ہزار مربع میل کی سلطنت کا مالک ہونے کے باوجود بغیر کسی محافظ کے زمین پر آرام کر رہا ہے۔ وہ بہت متاثر ہوا اور سمجھ گیا کہ مسلمانوں کی ترقی اور فتوحات کا راز یہی سادگی ہے۔

☆☆☆☆

3- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا انداز گفتگو

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) گفتگو کے معنی .... کے ہیں:

(ا) کام کرنے کا طریقہ (ب) بات چیت ✓

(ج) رہن سہن (د) میل جول

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بات سمجھانے کے لیے بات کو .... بار دہراتے تھے:

(ا) دو ✓ (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

(ج) حدیث کے مطابق اس شخص کو .... کی ضمانت ہے جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے باز آ جائے:

(ا) صحت (ب) جنت ✓

(ج) کثرت رزق (د) کثرت مال

(د) حدیث کے مطابق نماز اللہ کی پاکی، برتری، بڑائی اور .... پڑھنے کا نام ہے:

(ا) تسبیح (ب) دعا ✓

(ج) قرآن (د) درود

(ہ) قرآن مجید کے مطابق سب سے بری آواز .... کی ہے:

(ا) گھوڑے (ب) خچر

(ج) اونٹ (د) گدھے ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) انداز گفتگو سے کیا مراد ہے؟

جواب: انداز گفتگو سے مراد بولنے اور بات چیت کرنے کا طریقہ ہے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو ان کی گفتگو کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے کیا کہا جاتا تھا؟

جواب: فصیح و بلیغ

(ج) گفتگو کے آداب پر کسی حدیث کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: گفتگو کے آداب میں زیادہ نہ بولنا بھی آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: ''جو خاموش رہا اس نے نجات پائی''

(د) چیخ چیخ کر بولنے کی ممانعت پر ایک آیت کا ترجمہ لکھیں:

جواب: اللہ تعالیٰ نے چیخ کر اونچی آواز میں بولنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔''

(ہ) دیہاتی کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا طرز عمل کیا تھا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے دیہاتی کے لب و لہجے کا خیال رکھتے ہوئے اسی لہجے میں دیہاتی سے بات چیت کی۔

جواب: سادگی سے مراد سادہ زندگی گزارنے کے ہیں۔ اس سے مراد ایسا طرز زندگی ہے جو نمود و نمائش اور تکلفات سے پاک ہو۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے انداز گفتگو کی خصوصیات واضح کریں؟

جواب: انداز گفتگو اور اسوۂ حسنہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ایک ایک لفظ اور ہر ہر فقرہ الگ ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گفتگو تکلف اور بناوٹ سے پاک ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نہایت شیریں کلام تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ ہوتا تھا جو بھی اسے سنتا تھا، سمجھ جاتا تھا۔''

(جامع ترمذی، حدیث نمبر: 3639)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بے مقصد اور فضول بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی بات ہمیشہ بامقصد ہوتی تھی۔ صرف بقدر ضرورت ہی بات کرتے تھے۔ بات کو بلا ضرورت لمبا نہیں فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بحث و مباحثہ اور جھگڑے سے دور رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو جنت کے وسط میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے باز آ جائے۔''

(جامع ترمذی: 1993)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ دور دراز کے دیہات سے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے مخصوص دیہاتی لہجے میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے بات چیت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس کی زبان کا خیال رکھتے ہوئے اسی کے لہجے میں اس کو جواب دیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اس کے ساتھ مختلف لہجے میں بات کرتے تو یقیناً وہ پریشان ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی بات سمجھ نہ پاتا۔

(ب) حدیث کی روشنی میں واضح کریں کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالی کیسے دیتا ہے؟

جواب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم بات کی وضاحت کے لیے گفتگو کے دوران مثالوں کا استعمال بھی کرتے تھے مثلاً ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بھی ایک گناہ کبیرہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالی دے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ''ایک

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

شخص اپنے ماں باپ کو کس طرح گالی دے سکتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ'' کوئی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے اور جواب میں وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔اسی طرح ایک شخص کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور جواب میں وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔''

(جامع ترمذی، حدیث نمبر:1902)

آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے انداز گفتگو کی ایک اہم خصوصیت کم گوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کثرت کلام کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ جو شخص ہر وقت بولتا رہتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور اس کی زبان سے بعض ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ صَمَتَ نَجَا

(جامع ترمذی:2501)

ترجمہ: ''جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔''

حق گوئی اور سچائی آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا خاص وصف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے چیخ چیخ کر بولنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا انداز گفتگو ہمیشہ باوقار اور شائستہ ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں چیخ کر بات کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ

(سورۃ لقمان 31: آیت 19)

ترجمہ: ''اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیوں کہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔''

ہمیں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے طرز گفتگو کو اپنانا چاہیے تا کہ ہم زبان کی خرابیوں سے بچ سکیں۔ اور معاشرے کو خوب صورت بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

(ج) گفتگو انسان کی سیرت و کردار کا آئینہ ہوتا ہے؟ واضح کریں۔

جواب:

زبان و بیان انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے۔ انسان اپنے انداز گفتگو سے تمام مخلوقات پر فوقیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عطیے کی قدر کرنا اور اس کا درست استعمال کرنا ہر انسان پر واجب ہے، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا، بے مقصد اور فضول بات چیت سے گریز کرنا، انداز گفتگو واضح اور صاف ہونا، بحث و مباحثے سے دور رہنا اچھی گفتار کی خوبیاں ہیں۔ انسان اپنی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ گفتگو انسانی کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

باب چہارم

اخلاق و آداب

(الف) اچھی عادات اپنانا

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) میانہ روی کا مطلب ہے:

(ا) راستے کے درمیان میں چلنا (ب) سیدھی راہ پر چلنا
(ج) درمیانی راہ پر چلنا ✓ (د) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

(ب) محتاج نہیں ہو سکتا:

(ا) ہمیشہ سچ بولنے والا (ب) وعدہ پورا کرنے والا
(ج) امانت کی حفاظت کرنے والا
(د) میانہ روی سے کام لینے والا ✓

(ج) اسلام میں اجازت نہیں:

(ا) کھانے پینے کی (ب) کاروبار کرنے کی
(ج) خرچ کرنے کی (د) ترک دنیا کی ✓

(د) خرچ کرنے میں حد سے بڑھ جانے کو کہتے ہیں:

(ا) صدقہ و خیرات (ب) میانہ روی
(ج) اسراف ✓ (د) سخاوت

(ہ) ضرورت پڑنے پر بھی خرچ نہ کرنا کہلاتا ہے:

(ا) کفایت شعاری (ب) میانہ روی
(ج) تبذیر (د) کنجوسی ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے کن کاموں کو بہترین قرار دیا ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کاموں کو بہترین قرار دیا جن میں اعتدال پسندی سے کام لیا گیا ہو۔

(ب) خرچ کے معاملے میں کیسے میانہ روی اختیار کی جا سکتی ہے؟

جواب: خرچ کرنے میں حد سے بڑھ جانا اسراف کہلاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر خرچ نہ کرنا کنجوسی کہلاتا ہے۔ خرچ میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے نہ زیادہ نہ کم۔''

(ج) زندگی کے کن معاملات میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے؟

جواب: زندگی کے ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ اسلام نے زندگی کے جن شعبوں میں میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

-i عبادات میں میانہ روی
-ii معاشرتی معاملات میں میانہ روی
-iii معاشی حالات میں میانہ روی

(د) قرآن مجید میں دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنے کے لیے کون سی دعا سکھائی گئی ہے؟

جواب: قرآن مجید میں دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنے کے لیے جو دعا سکھائی گئی ہے اس کا ترجمہ ہے:

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما، آخرت میں بھی نعمت بخش اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) میانہ روی کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: میانہ روی:

میانہ روی کے معنی ''درمیانی راہ پر چلنے'' کے ہیں۔ اس کو اعتدال پسندی بھی کہا جاتا ہے۔ میانہ روی سے مراد ہے کہ ہر کام میں افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درمیانی راہ اختیار کی جائے۔

میانہ روی ایک اہم اخلاقی صفت ہے۔ یہ انسان کے کردار کو سنوارنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خود بھی ہر کام میں میانہ روی سے کام لیا اور اپنی امت کو بھی اسے اختیار کرنے کا حکم دیا۔ دین اسلام میں ان کاموں کو بہتر قرار دیا گیا ہے جن میں اعتدال پسندی سے کام لیا گیا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: دین آسان ہے اور جو کوئی بے جا تشدد دین میں اختیار کرتا ہے، دین اس پر غالب آ جاتا ہے۔ پس تم میانہ روی اختیار کرو، خوش ہو جاؤ اور صبح و شام اور رات کو کچھ حصے کی عبادت سے مدد حاصل کرو۔

(صحیح بخاری:39)

اسلام نے زندگی کے جن شعبوں میں میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید کی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) عبادات میں میانہ روی
(ب) معاشرتی معاملات میں میانہ روی
(ج) معاشی معاملات میں میانہ روی

(ب) عبادات میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

جواب: عبادات میں میانہ روی:

قرآن مجید میں انسانوں کی تخلیق کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کریں۔ لیکن اس فریضے کو بھی میانہ روی سے انجام دینے کی تاکید کی گئی ہے۔

ایک دفعہ تین آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے گھر آئے اور آپ کی عبادت کے معمولات کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے گھر والوں نے انہیں آپ کی عبادت کی کیفیت بتائی تو انہوں نے سوچا کہ ہمارا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا کیا مقابلہ؟ آپ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں۔ ہمیں تو بہت زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ ہم آج کے بعد اپنا سارا وقت عبادت ہی میں گزاریں گے، کوئی اور کام نہیں کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ کو ان تینوں کی باتوں کے بارے میں خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے انہیں بلایا اور اس طرز عمل سے منع کیا۔

گویا اسلام میں ترک دنیا کی اجازت نہیں دی گئی اور صرف دنیا ہی کو زندگی کا مقصد بنا لینے کی بھی مذمت کی گئی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں دنیا اور آخرت، دونوں کی بھلائی مانگنے کے لیے درج ذیل دعا بھی سکھائی گئی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(سورۃ البقرۃ 2: آیت:201)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخش اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

(ج) معاشرتی معاملات میں میانہ روی کے بارے میں اسلام نے کیا ہدایات دی ہیں؟

جواب: معاشرتی معاملات میں میانہ روی:

اسلام نے مسلمانوں کو معاشرتی معاملات میں بھی میانہ روی کی تعلیم دی ہے اور حکم دیا ہے کہ چال ڈھال، گفتگو، خوشی اور غم میں اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

(سورۃ لقمن 31: آیت 19)

ترجمہ: اور اپنی چال میں اعتدال کیے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا۔

یعنی غرور و تکبر کے ساتھ اکڑ کر چلنا بھی ناپسندیدہ ہے اور کمزوروں کی طرح چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح خوشی اور غم کے موقعے پر بھی آپے سے باہر ہو جانے، یا اپنے آپ سے بے خبر ہو کر نازیبا کلمات کہنے سے روکا گیا ہے۔

اسلام نے کھانے پینے میں بھی میانہ روی کی تاکید کی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور بے جانہ اڑاؤ کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورۃ الاعراف 7: آیت 31)

(د) معاشی معاملات میں میانہ روی کے بارے میں قرآن وسنت کی کیا تعلیمات ہیں؟

جواب: معاشی معاملات میں میانہ روی:

خرچ کرنے میں حد سے بڑھ جانا ''اسراف'' کہلاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر بھی خرچ نہ کرنا ''کنجوسی'' ہے۔ قرآن مجید میں دونوں کی مذمت اسی طرح کی گئی ہے۔

ترجمہ: ''اور اپنے ہاتھ کو نہ تو لوگوں سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو اور نہ بالکل کھول ہی (کہ سبھی کچھ دے دو اور انجام یہ ہو کہ) ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر رہ جاؤ،،

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہو، اپنا مال خرچ کیا وہ اسراف اور فضول خرچی کرنے والا ہے اور جب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ اس طرح کرنا میانہ روی ہے۔

☆☆☆☆

2- سخاوت وایثار

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) سخاوت کا مطلب ہے:

(ا) سچ بولنا (ب) ایمان داری کا مظاہرہ کرنا

(ج) اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنا ✓

(د) ہمیشہ پاک رہنا

(ب) قرآن مجید میں نیکی کو اختیار کرنے کا ایک راستہ قرار دیا گیا ہے:

(ا) امانت داری کو (ب) سخاوت کو ✓

(ج) دیانت داری کو (د) مساوات کو

(ج) بخل کا دوسرا نام ہے:

(ا) غیبت (ب) چغلی

(ج) بہتان (د) کنجوسی ✓

(د) بخل کا سب سے بڑا سبب، محبت ہے:

(ا) مال کی ✓ (ب) علم کی

(ج) اولاد کی (د) والدین کی

(ہ) بخل کی وجہ سے انسان محروم ہو جاتا ہے:

(ا) ایمان سے ✓ (ب) رحم سے

(ج) دیانت سے (د) صداقت سے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) سخاوت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سخاوت کا مطلب ہے ''اپنا مال دوسروں کے لیے خرچ کرنا'' یعنی انسان اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی رضا اور خوشنودی کے کاموں میں خرچ کرے۔

(ب) ایثار سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایثار سے مراد کسی دوسرے کا فائدہ کرنا ہے خواہ اس کے لیے ہمیں نقصان ہی اٹھانا پڑے۔

(ج) قرآن مجید کی رو سے نیکی کا حصول کب ممکن ہے؟

جواب: نیکی کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (اللہ کی راہ میں) صرف نہیں کرو گے، کبھی نیکی حاصل نہیں کر سکو گے''۔

(د) بخل کسے کہتے ہیں؟

جواب: بخل سے مراد ہے کہ انسان مال دار ہونے کے باوجود مال کو اپنی اور دوسروں کی جائز ضروریات پر خرچ نہ کرے اور اسے جمع کرتا رہے۔ اسے بخل کہتے ہیں۔

(ہ) بحیثیت طالب علم سخاوت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

جواب: جماعت میں سکول میں یا پڑوس میں کچھ ایسے طالب علم ہوتے ہیں جو بیچارے سکول فیس بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اس صورت میں ہم بحیثیت طالب علم ایسے طلبہ کی فیس ادا کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) سخاوت کا مفہوم واضح کریں؟

جواب:

سخاوت کا مطلب ''اپنا مال دوسروں کے لیے خرچ کرنا'' ہے۔ اسلام میں سخاوت سے مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی رضا اور خوش نودی کے لیے اس کے بندوں پر خرچ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مال و دولت سے نوازتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ اس مال کو میری راہ میں خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ

(سورۃ البقرہ 2: آیت 254)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس

دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے۔

اسی طرح اسلام میں ایثار کو بھی پسند کیا گیا ہے۔ ایثار سے مراد کسی دوسرے کا فائدہ کرنا ہے خواہ اس کے لیے ہمیں خود نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ گویا کسی کے فائدے کو اپنے فائدے پر ترجیح دینا، یا دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے اپنے مفاد سے دست بردار ہو جانا، ایثار کہلاتا ہے۔ سخاوت اور ایثار عموماً ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

(ب) قرآن وحدیث کی روشنی میں سخاوت وایثار کی فضیلت پر نوٹ لکھیں؟

جواب: سخاوت وایثار کی فضیلت

قرآن وحدیث میں سخاوت وایثار کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے اہل ایمان کی خاص صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔ (یعنی) مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔

(سورۃ المعارج 70: آیت 24-25)

قرآن مجید میں نیکی کا اختیار کرنے کا ایک راستہ سخاوت وایثار ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

(سورۃ ال عمران 3: آیت 92)

ترجمہ: (مومنو!) جب تک ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (اللہ کی راہ میں) صرف نہیں کرو گے، کبھی نیکی حاصل نہیں کر سکو گے۔

قرآن مجید میں مومنوں کی ایک اہم صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ 2: آیت 3)

اسلام میں سخاوت وایثار کرنے والے کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ

(سنن ترمذی: 1961)

ترجمہ: سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے، وہ جنت کے قریب ہوتا ہے، لوگوں کے قریب ہوتا ہے، آگ سے دور ہوتا ہے۔ گویا سخاوت کے نتیجے میں سخی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور لوگ بھی اسے پسند کرتے ہیں۔

(ج) سخاوت کے چند طریقے بیان کریں:

جواب: سخاوت کے طریقے:

سخاوت وایثار کرنے کے بہت سے طریقے ہیں مثلاً فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا، یتیموں، بیواؤں، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا، عام لوگوں کی سہولت اور بھلائی کے لیے رفاہ عامہ کے مختلف کام کرنا اور نادار طالب علموں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا وغیرہ۔ سخاوت وایثار کا تعلق صرف مال ہی سے نہیں، بلکہ اپنی ذات سے کسی دوسرے کو کسی بھی طرح کا نفع پہنچانا بھی سخاوت وایثار میں شامل ہے۔ اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا بھی سخاوت ہے۔ اسی طرح دوسروں کے کام آنا اور لوگوں کی مدد کرنا بھی سخاوت وایثار ہے۔

(د) بخل کے اسباب بیان کریں:

جواب: بخل کے اسباب:

بخل سے مراد ہے کہ انسان مال دار ہونے کے باوجود مال کو اپنی اور دوسروں کی جائز ضروریات پر خرچ نہ کرے اور اسے جمع کرتا رہے۔ اسے کنجوسی بھی کہتے ہیں۔ بخل کرنے والے کو بخیل کہا جاتا ہے۔

بخل اور کنجوسی انسان کی بدترین صفات میں سے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا سبب مال و دولت کی محبت اور حرص ہے۔ بخیل شخص دولت کو نہ تو اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے اور نہ دوسروں پر خرچ کرتا ہے۔ اس کو صرف یہی لالچ اور طمع ہوتی ہے کہ اس کے پاس بہت سارا مال جمع ہو جائے۔ وہ مال کے کم ہونے کے ڈر سے اسے خرچ نہیں کرتا۔ وہ بھول جاتا ہے کہ انسان کو کسی بھی لمحے موت آ سکتی ہے اور مرنے کے ساتھ ہی مال و دولت اس کے لیے بے کار ہو جائے گی۔ وہ جہالت کے سبب یہ سمجھتا ہے کہ یہ مال اسے ہر آفت سے بچا لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو لوگ مال ہیں، جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا کیا ہے، بخل کرتے ہیں، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

(ہ) قرآن وحدیث میں بخیل شخص کے بارے میں کہا گیا ہے؟

جواب: بخیل شخص کو اللہ تعالیٰ بھی ناپسند کرتے ہیں اور معاشرے میں بھی اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: بخیل شخص اللہ سے بھی دور ہوتا ہے، جنت سے بھی دور ہوتا ہے، لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی: 1961)

بخل کی وجہ سے انسان ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا

(سنن نسائی: 3112)

ترجمہ: بندے کے دل میں بخل اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

☆☆☆☆

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

3- تعلیم اور تعلم کے آداب

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) کسی بھی کام کی کامیابی کے لیے ضروری ہے:
(ا) پختہ ارادہ اور عزم ✓ (ب) دوست احباب
(ج) مال وزر (د) مشکلات کا خوف

(ب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ........ مسلسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے:
(ا) صرف عبدہ کی خاطر (ب) صرف جہاد کی خاطر
(ج) صرف خدمت کی خاطر (د) صرف علم کی خاطر ✓

(ج) حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر سوالات کیے:
(ا) نظافت وطہارت کے بارے میں
(ب) اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں ✓
(ج) دنیا اور آخرت کے بارے میں
(د) اسلام، ایمان اور جنت کے بارے میں

(د) جسم کو توانا اور چست رکھنے کے لیے ضروری ہے:
(ا) بہت سارا کھانا (ب) دن رات پڑھنا
(ج) کھیل کود ✓ (د) بہت زیادہ سونا

(ہ) ذہنی اور جسمانی لحاظ سے تندرست انسان اچھے طریقے سے حاصل کرتا ہے:
(ا) شہرت (ب) دولت
(ج) علم ✓ (د) مشکلات

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) تعلیم و تعلم کا مفہوم بتائیں؟
جواب: تعلیم کا معنی سکھانا اور تعلم کا معنی سیکھنا ہے۔ یعنی تعلیم سکھانا اور طالب علم کا تعلیم حاصل کرنا۔

(ب) حصول علم کے متعلق ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں؟
جواب: حصول علم کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

(صحیح بخاری:7)

ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

(ج) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے سامنے بیٹھنے اور سوال کرنے کا انداز کیسا تھا؟
جواب: حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

(د) آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے جسمانی حفاظت کی کیا تعلیم دی؟
جواب: جس طرح ہم اپنی دوسری چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے جسم کی بھی اسی طرح حفاظت کریں۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) تعلیم و تعلم کی بہت اہمیت اور فضیلت بیان کریں:
جواب:
تعلیم کا معنی سکھانا اور تعلم کا معنی سیکھنا ہے۔ اسلام نے تعلیم و تعلم کی بہت اہمیت اور فضیلت بتائی ہے، جس طرح ہر کام کرنے کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں۔ ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان آداب کا خیال رکھے۔

انسان کوئی بھی کام کرے تو وہ کام نیت وارادہ کیے بغیر نہیں ہو سکتا اور خالی ارادہ ونیت سے علم حاصل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ پختہ ارادہ اور عزم کے ساتھ اس پر توجہ کرنا پڑتی ہے۔ ارادہ کمزور ہوگا تو چھوٹے چھوٹے خیالات ہمیں پریشان کریں گے۔

علم حاصل کرنا ایک مسلسل کام ہے۔ اگر ہم روزانہ سکول نہ جائیں تو ہمارے کئی اسباق چھوٹے جائیں گے۔ پھر یہ کمی بہت مشکل سے پوری ہو سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے: ماں کی گود سے لے کر قبر کی لحد تک علم حاصل کرتے رہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف علم کی خاطر مسلسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔

(ب) حصول علم کے لیے سوال کرنے اور محنت و مشقت اٹھانے کی اہمیت بیان کریں؟
جواب:
علم حاصل کرنے میں انسان کو مشقت اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ اگر ہم محنت کے عادی نہیں ہوں گے تو علم حاصل کرنے میں ہمیں بہت مشکل پیش آئے گی۔ محنت و مشقت پر ہمیں صبر کرنا ہے۔ اپنے آپ کو اس کی عادت ڈالنی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی مشکلات پیش آئیں ان پر صبر کرنے سے ہی کامیابی مل سکتی ہے۔ اہل صفہ بھوکے پیاسے رہ کر علم حاصل کرتے تھے۔

(ج) استاد اور وسائل علم جیسے کتاب، قلم وغیرہ سے محبت اور احترام کی اہمیت بیان کریں؟
جواب:
اساتذہ کا ادب واحترام بھی علم حاصل کرنے کے آداب میں شامل ہے۔ اپنے سکول کے دیگر عملے کا احترام بھی ہمارے لیے ضروری ہے۔ تعلیمی معاونات یعنی قلم، کتاب، کاغذ، فرنیچر، کھیل کا سامان وغیرہ ہر چیز کی حفاظت ہمارے اوپر لازمی ہے۔

اچھے انداز میں سوال کرنا تعلم کے آداب میں شامل ہے۔ استاد سے سوال کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم خود بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کئی باتوں کے بارے میں پوچھتے، جواب نہ ملتا تو خود درست جواب بتاتے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی علم کی غرض سے سوال کرتے تھے۔ جو بات سمجھ نہ آئے یا وہ معلوم نہ ہو، استاد سے اس کے بارے میں پوچھنا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔

ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی والہ واصحابہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیہ والہ واصحابہ وسلم کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی والہ واصحابہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوالات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان کے جوابات دیے۔

☆☆☆☆

(۴) عادات سے اجتناب

ریاکاری اور نمود ونمائش

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) نمود ونمائش کا مطلب ہے:
(ا) چھپانا (ب) دکھاوا کرنا ✓
(ج) ظاہر کرنا (د) کمی کرنا

(ب) اسلام سے پہلے لوگ غرور وتکبر کا اظہار کیا کرتے تھے:
(ا) اپنی طاقت پر (ب) اپنی خوبصورتی پر
(ج) اپنی (د) اپنی شجاعت وبہادری پر ✓

(ج) جس نیک کام میں یہ غرض شامل ہو جائے کہ لوگ اسے دیکھیں اور تعریف کریں۔ ایسا عمل خالی ہو جاتا ہے:
(ا) یقین سے (ب) بھروسے سے
(ج) اعتدال سے (د) اخلاص سے ✓

(د) نماز جیسے نہایت اچھے عمل میں بھی اگر ریاکاری شامل ہو جائے تو وہ ہو جاتا ہے:
(ا) قبول (ب) مقبول
(ج) ضائع ✓ (د)

(ہ) حدیث کے مطابق جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، اس نے کیا:
(ا) شرک ✓ (ب) اسراف
(ج) تبذیر (د) کنجوسی

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) ریاکاری سے کیا مراد ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے لوگوں کو دکھانے اور اپنی شہرت کے لیے جو کام کیا جائے اسے ریاکاری کہتے ہیں۔

(ب) دکھاوے کی نیت سے کیے جانے والے نیک عمل کی سزا کیا ہے؟
جواب: دکھاوے کی نیت سے کیے جانے والے نیک کام اللہ تعالیٰ کے ہاں بے فائدہ ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔

(ج) ریاکاری کی مذمت اور وعید میں ایک آیت اور حدیث کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ریاکاری:
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور (محض) لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور (جو) اعمال وہ کرتے ہیں۔ اللہ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

ریاکاری کی مذمت اور وعید کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:
ترجمہ: ”جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا، اس نے شرک کیا۔“

(مسند احمد:9709)

(د) ہمیں کن کن معاملات میں ریاکاری اور نمود ونمائش سے بچنا چاہیے؟
جواب:
ہمیں کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے، جس سے نمود ونمائش ظاہر ہو۔ عبادت اگرچہ خالص اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ اگر اس میں دکھاوا آ جائے یعنی عبادت گزار یہ سمجھے کہ لوگ مجھے عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر عابد سمجھیں گے تو اس کی عبادت ضائع ہو جائے گی۔

کوئی شخص جہاد کے لیے اس نیت سے جاتا ہے کہ دنیا اسے دیکھ کر خوش ہوگی تو اس کا جہاد فضول ہے۔

دکھاوے کی نیت سے سخاوت کرنا، زکوٰۃ دینا، صدقہ کرنا اور غریبوں کی مدد کرنا بے کار ہوگا۔

(ہ) عملی زندگی میں ریاکاری سے ہونے والے کوئی سے پانچ نقصانات

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

تحریر کریں؟

جواب: ریاکاری سے ہونے والے نقصانات:

-i ریاکاری کے اعمال پر اللہ تعالیٰ کوئی ثواب نہیں دیتا۔

-ii کام اچھا ہو مگر نیت ریاکاری کی ہو تو آخرت میں بھی وہ بے فائدہ ہے۔

-iii ریاکاری سے انسان میں غرور و تکبر آتا ہے۔

-iv ریاکاری نمود و نمائش کا سبب بنتی ہے۔

-v نمود و نمائش سے غربت آتی ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) ریاکاری اور نمود و نمائش کا مفہوم واضح کریں۔

جواب:

مسلمان ہر اچھا کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہی ہر برے کام سے بچتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت یا کوئی نیک کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے لوگوں کو دکھانے اور اپنی شہرت کے لیے کرتا ہے تو یہ ریاکاری اور نمود و نمائش ہے۔

جب اعمال ریاکاری اور نمود و نمائش کے لیے کیے جائیں تو ان پر اللہ تعالیٰ سے کوئی اجر و ثواب بھی نہیں ملتا۔ انسان بظاہر عبادت و اطاعت اللہ تعالیٰ کے لیے ہو مگر دل میں نیت دکھاوے کی ہو تو یہ عبادت اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی بجائے اس کی ناراضی کا سبب بن جاتی ہے۔

(ب) عبادات میں ریاکاری اور نمود و نمائش سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور اس کی ادائیگی کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ نماز جیسے نہایت اچھے عمل میں بھی اگر ریاکاری شامل ہو جائے تو وہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: یہ پوشیدہ شرک ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوا اور محض اس لیے اپنی نماز کو خوب صورت بنایا کہ کوئی دوسرا اسے دیکھ رہا ہے۔

(ابن ماجہ: 4204)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ

(مسند احمد: 9709)

ترجمہ: جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا، اس نے شرک کیا۔

نیکی، بھلائی اور اچھائی کے جتنے کام بھی انسان کرتا ہے۔ ان کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہیے۔ وہ انسانوں سے تعریف کے بجائے اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھے۔ ریاکار انسان اپنے نیک عمل کا بدلہ دنیا میں ناموری، شہرت اور تعریف و توصیف کی صورت میں لے لیتا ہے، لیکن یہ آخرت میں انسان کو اجر سے محروم کر دیتا ہے اور اللہ کی ناراضی کا بھی سبب بنتا ہے۔

(ج) انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں اسلام نے کیا ہدایات دی ہیں؟

جواب: انسان کام اچھا کرتا ہے مگر نیت ریاکاری کی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اچھا کام آخرت میں بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ اپنی شجاعت و بہادری پر غرور و تکبر کا اظہار کیا کرتے تھے۔ جنگ کے لیے اکڑتے اور اتراتے ہوئے نکلتے۔ اپنے طاقت اور کثرت کا اظہار کرتے ہوئے جاتے۔ غزوۂ بدر میں مشرکین نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا:

ترجمہ: اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور (محض) لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو (اعمال) وہ کرتے ہیں اللہ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(سورۃ الانفال 8، آیت: 47)

ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم! میں اللہ کو خوش کرنے کے لیے میدان جہاد میں جاتا ہوں تو لیکن یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ لوگ میدان میں میرے کارنامے دیکھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی:

"فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا

(سورۃ الکہف 18: آیت: 110)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس آیت کی وضاحت ایک حدیث قدسی میں بھی ہوتی ہے، میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِیْهِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ

(صحیح مسلم: 2985)

ترجمہ: "جس نے کوئی کام کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔"

د- ہمیں کن کن معاملات میں ریاکاری اور نمود و نمائش سے بچنا چاہیے۔

ج- ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں ریاکاری نمود و نمائش سے بچنا چاہیے۔ اسلام ہمیں ریاکاری اور نمود و نمائش سے بچنے کا درس دیتا ہے۔

ریاکاری اور نمود و نمائش اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج و قربانی، دیگر عبادات اور معاملات میں دکھاوا سے بچنا چاہیے۔

-ہ عملی زندگی میں ریاکاری سے ہونے والے کوئی سے پانچ نقصانات تحریر کریں۔

ج- عملی زندگی میں ریاکاری سے ہونے والے پانچ بڑے بڑے نقصانات ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

-1 نماز: نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی کے لیے پڑھنی چاہیے۔ نماز میں ریاکاری سے وہ نماز ضائع ہو جاتی ہے اور گناہ بھی ملتا ہے۔

-2 زکوٰۃ: زکوٰۃ کا اصل مقصد غریب اور لاچار لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ زکوٰۃ کے عمل میں دکھاوا اور ریاکاری اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔

-3 مال و دولت میں ریاکاری: اپنے مال کا دکھاوا کرنا بھی ریاکاری میں آتا ہے اور یہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔

☆☆☆☆

باب پنجم

حسن معاملات اور معاشرت

(الف) حقوق العباد

(مہمان، خواتین، مسافر اور دوستوں کے حقوق)

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حقوق العباد کا لفظی معنی ہے:

(ا) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ب) بندوں کے حقوق ✓

(ج) جانوروں کے حقوق (د) پرندوں کے حقوق

(ب) حدیث مبارکہ کے مطابق جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ احترام کرے:

(ا) مہمان کا ✓ (ب) میزبان کا

(ج) مسافر کا (د) بیمار کا

(ج) مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے:

(ا) مسافر کی (ب) والدین کی ✓

(ج) بیوہ و مسکین کی (د) مہمان کی

(د) مہمان کو میزبان کے ہاں زیادہ سے زیادہ قیام کرنا چاہیے:

(ا) دو دن (ب) تین دن ✓

(ج) چار دن (د) پانچ دن

(ہ) احتیاط سے کام لینا چاہیے:

(ا) مہمان بلاتے وقت (ب) دوست بناتے وقت ✓

(ج) تیمارداری کے وقت (د) کام کرتے وقت

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حقوق العباد کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: حقوق العباد کا مطلب ہے "بندوں کے حقوق"۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں اسی طرح بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی لازمی ہیں۔

(ب) خواتین سے حسن سلوک کا کیا مطلب ہے؟

جواب: خواتین کا ہر حالت میں احترام کرنا، ان سے عزت سے پیش آنا، انہیں تنگ اور پریشان نہ کرنا، خواتین سے حسن سلوک ہے۔

(ج) دوستوں سے متعلق کسی ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: اچھے دوست اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں، اچھے، نیک اور دین دار لوگوں کو اپنا دوست بنائیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: "آدمی اپنے دوست کے انداز و اطوار کو اختیار کرتا ہے، تو کسی کو دوست بناتے وقت اس کو پرکھ لینا چاہیے۔"

(سنن ابی داؤد: 4833)

(د) مہمان کی عزت و احترام کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: مہمان کی عزت و احترام کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرے۔"

(ہ) مسافر کی مدد کیسے کی جا سکتی ہے؟

جواب: مسافر کی ضروریات کا خیال رکھنا ہر مسلمان کا اخلاقی و شرعی فرض ہے۔ ہمیں مسافروں کا خوش دلی سے استقبال کرنا چاہیے۔ اپنی طاقت کے مطابق ان کے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام کرنا چاہیے۔ مہمان کو عزت کے ساتھ رخصت کرنا چاہیے اور بوقت ضرورت مالی مدد کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق مقرر کیے ہیں۔ تفصیل سے لکھیں:

جواب:

اسلام ہمیں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر رشتے دار مالی طور پر کمزور ہوں تو ان کی مالی مدد کرنا، بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنا، غمی اور خوشی کے موقعوں پر ان کا ساتھ دینا اور ان کی دیگر

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ضروریات کا خیال رکھنا، رشتوں داروں کے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّهٗ

ترجمہ: ''اور رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرو''

رشتہ داری جوڑنے سے اللہ تعالیٰ انسانوں کے رزق میں اضافہ کرتا ہے اور رشتہ داری کا خیال رکھنے والے کی عمر میں اور رزق میں بے انتہا برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور قطع رحمی کرنے والے کا رزق کم ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلح رحمی کرے۔

والدین کے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ بڑھاپے میں ان کا سہارا بنو۔ انہیں اف تک بھی نہ کہو۔

(ب) دین اسلام میں مہمانوں کو کیا حقوق حاصل ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: مہمانوں کے حقوق:

مہمان نوازی اسلامی معاشرے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اسلام نے مہمان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ

(صحیح بخاری:6019)

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرے۔

یعنی جب مہمان آئے تو اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا جائے۔ اسے ممکن حد تک آرام و سکون پہنچایا جائے۔ اسے اپنی استطاعت کے مطابق بہترین کھانا پیش کیا جائے۔ مہمان کو بھی میزبان کے آرام کا خیال رکھنا چاہیے۔ مہمان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ میزبان کے گھر تین دن سے زیادہ قیام کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مہمان نوازی کی بہت اہمیت تھی اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی مہمان نوازی کی تعلیم دی۔ ایک دفعہ ایک بھوکا شخص آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے گھر میں پانی کے علاوہ کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اپنے گھر لے گئے۔ گھر جا کر معلوم ہوا کہ تھوڑا سا کھانا موجود ہے جو بچوں کے لیے رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو بہلا کر بھوکا ہی سلا دو اور مہمان کے لیے کھانا لے آؤ۔ جب کھانا شروع ہو تو چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔ چنانچہ مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور میزبان بھوکے ہی سو گئے۔ اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری مہمان نوازی بہت پسند آئی۔ (صحیح بخاری:4889)

(ج) خواتین کے حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: خواتین کے حقوق:

اسلام نے خواتین کو بہت سے حقوق دیے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ خواتین کا ہر حالت میں احترام کریں۔ ان سے عزت سے پیش آئیں۔ ان کو تنگ اور پریشان نہ کریں۔ اسلام نے ماں، بہن، بیوی، بیٹی یا دیگر صورتوں میں عورت کو عزت و وقار سے نوازا ہے۔

بیوہ عورت کی مدد کرنا اور اس کا خیال رکھنے پر بھی اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ بیوہ سے مراد وہ عورت ہے جس کا خاوند فوت ہو جائے۔ معاشرے کے محروم افراد میں سے ایک طبقہ بیوہ عورتوں کا بھی ہے۔ اسی لیے ایسی عورت کی مدد کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(صحیح بخاری:6006)

ترجمہ: بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا، اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

اسلام سے قبل بیوہ عورتوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ عرب میں بیوہ عورت کو مال وراثت سمجھا جاتا تھا۔ یہودیوں میں بیوہ عورت مرنے والے کے بھائی کی ملکیت قرار پاتی تھی۔ ہندو مذہب نے تو اس سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا تھا۔ اس کے لیے دو ہی راستے تھے یا تو وہ شوہر کے ساتھ جل مرے یا پھر نحوست کی علامت بن کر پوری زندگی بیوگی کی حالت میں گزار دے۔ اسلام نے جاہلیت کی تمام ظالمانہ رسومات کا خاتمہ کر کے خواتین کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور ان کے درج ذیل حقوق مقرر کیے:

1- خاوند کی وراثت میں بیوہ کا حصہ مقرر کیا۔

2- بیوہ کو دوسری شادی کی اجازت دی اور اسے اپنی مرضی سے اپنی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔

3- وارثوں اور رشتہ داروں کے ظلم و جبر سے آزاد کیا۔

4- جائیداد میں ملکیت کا حق دیا۔

☆☆☆☆

(ب) نظم وضبط اور قانون کا احترام

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✔) کا نشان لگائیں۔

(الف) کوئی انسانی معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا:

(ا) کثرت مال کے بغیر (ب) بلند و بالا عمارت کے بغیر

(ج) نظم وضبط کے بغیر ✔ (د) حکومت کے بغیر

(ب) نظم کے معنی ہیں:

(ا) کسی چیز کو ترتیب دینا ✔ (ب) کسی چیز پر قابو پانا

(ج) کسی چیز کو سنوارنا (د) کسی چیز کو اختیار کرنا

(ج) ضبط کے معنی ہیں:

(ا) کسی چیز کو ترتیب دینا (ب) کسی چیز پر قابو پانا ✔

(ج) کسی چیز کو سنوارنا (د) کسی چیز کو اختیار کرنا

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سفارش رد کر دی:

(ا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

(ب) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ✔

(د) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

(ہ) نظام کائنات کی اہم خصوصیت ہے:

(ا) بے ترتیبی (ب) نظم وضبط ✔

(ج) ستارے اور سیارے (د) رات اور دن

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) کائنات کا وجود کس طرح قائم ہے؟

جواب: کائنات کا وجود نظم وضبط پر قائم ہے۔

(ب) حدیث کے مطابق پہلی قومیں کس وجہ سے تباہ ہوئیں؟

جواب: حدیث شریف کے مطابق پہلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ وہ امیروں کو سزا سے چھوڑ دیتے تھے اور غریبوں کو سزا دیتے تھے۔

(ج) معاشرتی قدروں کی پاس داری کیوں ضروری ہے؟

جواب: معاشرتی قدروں کی پاس داری کے لیے نظم وضبط پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سے ہر کسی جان و مال اور عزت محفوظ ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں عدل، انصاف اور باہمی احترام کو فروغ ملتا ہے۔ جرائم پیشہ لوگ قانون کی پاسداری کی وجہ سے جرائم سے باز رہتے ہیں۔ معاشرے میں نظم وضبط قائم ہوتا ہے۔ حق دار کو اس کا حق ملتا ہے۔ معاشرہ امن و امان سے زندگی بسر کرتا ہے۔

(د) دین اسلام نے انسان کو فتنہ سے بچنے کے لیے کیا زریں اصول دیا ہے؟

جواب: دین اسلام نے انسان کو فتنہ سے بچنے کے لیے نظم وضبط کا سنہری اصول دیا ہے۔ اگر نظم وضبط نہ ہو تو دنیا دنگا فساد کا گڑھ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے قرآن مجید کی صورت میں قانون اتارا ہے تاکہ انسانوں کی زندگی میں نظم وضبط پیدا ہو۔

(ہ) قانون کی بالادستی سے کیا مراد ہے؟ ایک مثال لکھیں۔

جواب: قانون کی بالادستی سے مراد قانون پر عمل کرنا ہے اور قانون سب کے لیے یکساں ہے اس میں امیر اور غریب کا کوئی فرق نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ امیر تو قانون سے بچ کر نکل جائے اور غریب کو پکڑ لیا جائے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) نظم وضبط اور قانون کے معنی اور مفہوم بیان کریں؟

جواب:

نظم کے معنی کسی چیز کو ترتیب دینے اور ضبط کے معنی قابو پانے کے ہیں۔ اس سے مراد مقررہ اصولوں اور ضابطوں کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ جب کوئی انسان اپنی زندگی میں اصولوں کی پابندی اختیار کرتا ہے تو اس کے ہر کام میں ترتیب اور حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے اوپر قابو پانے کی طاقت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

قانون کے معنی دستور، آئین اور ضابطے کے ہیں۔ قانون سے مراد وہ ضابطے، قاعدے اور اصول ہیں جو حکومت ملک میں نافذ کرتی ہے۔ تاکہ معاشرے میں نظم وضبط پیدا ہو اور ہر کوئی اپنی حد میں رہتے ہوئے کام کرے۔ نظم وضبط کے بغیر انسانی معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لیے قانون کا نفاذ ایک معاشرتی ضرورت ہے۔

(ب) انسانی زندگی میں نظم وضبط اور قانون کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: نظم وضبط اور قانون کی ضرورت و اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے افضل مخلوق بنایا۔ اسے علم اور اختیار عطا کیا اور زمین پر اپنا نائب بنایا۔ انسان کی اس حیثیت کا تقاضا ہے کہ وہ اصولوں اور ضابطوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔ زمین پر مہذب بن کر رہے۔ انسان کی زندگی میں نظم وضبط نہ ہو تو زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے قرآن مجید کی صورت میں قانون اتارا تاکہ انسانوں کی زندگی میں نظم وضبط پیدا ہو اور وہ فتنہ و فساد سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً

(سورۃ الانفال 8، آیت:25)

ترجمہ: اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: حکمرانوں کی بات کو سننا اور اس کی تعمیل کرنا واجب ہے۔ جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات سنی جائے اور نہ مانی جائے۔

(صحیح بخاری:7144)

درج بالا قرآنی آیت اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے مطابق قانون کا احترام اور اس کی پابندی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ نظم وضبط کائنات کی اہم خصوصیت ہے۔ سورج، چاند، ستارے، رات اور دن سب ایک قاعدے اور قانون کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اگر یہ ان قوانین کی خلاف ورزی کریں تو نظام کائنات ایک لمحہ بھی قائم نہ رہ سکے۔

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

ہر گھر کا نظام اچھے طریقے سے چلانے کے لیے بھی نظم و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ نظم وضبط کے بغیر گھر میں امن وسکون نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض بھی اپنا اپنا کام طے شدہ اصولوں اور ضابطوں کے تحت سرانجام دیتے ہیں۔

(ج) نظم وضبط اور قانون کے احترام کے فوائد وثمرات تحریر کریں؟

جواب: فوائد وثمرات:

-i قانون کا احترام کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر کسی کی جان ومال اور عزت محفوظ رہتی ہے۔

-ii معاشرے میں عدل وانصاف اور باہمی احترام کو فروغ ملتا ہے۔

-iii جرائم پیشہ لوگ قانون کی بالادستی کی وجہ سے جرائم سے باز رہتے ہیں۔

-iv معاشرے میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔

-v معاشرے سے بددیانتی، رشوت اور بدعنوانی کا خاتمہ ہوتا ہے۔

-vi حق دار کو اس کا حق ملتا ہے۔

-vii ملک کی عدالتیں لوگوں کو انصاف فراہم کرتی ہیں۔

☆☆☆☆

2- کسب حلال

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) کسب کے معنی ہیں:

(ا) محنت کرنا (ب) کمانا ✓

(ج) کاروبار کرنا (د) اکٹھا کرنا

(ب) دین اسلام کے دیے ہوئے اصول وضوابط کی روشنی میں جو رزق حاصل ہوگا وہ شمار ہوگا:

(ا) حرام (ب) حلال ✓

(ج) مباح (د) مکروہ

(ج) حرام کے ارتکاب کے نتیجے میں ضائع ہوجاتے ہیں:

(ا) نیک اعمال ✓ (ب) مال ودولت

(ج) اہل وعیال (د) جائیداد

(د) فرض عبادات کی بجاآوری کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے:

(ا) امانت داری (ب) راست گوئی

(ج) صلہ رحمی (د) کسب حلال ✓

(ہ) حضرت داؤد علیہ السلام کا پیشہ تھا:

(ا) کھیتی باڑی ✓ (ب) گلہ بانی

(ج) باغبانی (د) دست کاری

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) کسب حلال سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسب حلال سے مراد جائز ذرائع سے روزی کمانا اور حاصل کرنا ہے۔

(ب) ہاتھ سے روزی کمانے کے بارے میں ایک حدیث شریف کا ترجمہ لکھیں؟

جواب: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ہاتھ سے روزی کمانے کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت (ذریعہ معاش پاکیزہ ہے)۔

(ج) اللہ تعالیٰ کس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا؟

جواب: ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اک آدمی کا ذکر فرمایا ہے:

ترجمہ: "جو طویل سفر کرتا ہے، مال پراگندہ اور جسم غبار آلود ہے (دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے رب! جب کہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے اور اس کو غذا حرام کی ملی ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو گی"

(د) کس طریقے سے کمانا کسب حلال کے خلاف ہے؟

جواب: حرام اور ناجائز طریقوں سے کمانا کسب حلال کے خلاف ہے۔

(ہ) اسراف کے معنی کیا ہیں؟

جواب: اسراف کے معنی ہیں مقررہ حد سے آگے بڑھ جانا۔ مال کے خرچ کرنے میں بھی یہی ہدایت ہے کہ اسے خرچ کرتے ہوئے میانہ روی اختیار کی جائے اور فضول خرچی سے بچا جائے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) کسب حلال کا معنی ومفہوم اور اہمیت بیان کریں؟

جواب: کسب کے لفظی معنی "کمانے" کے ہیں۔ نیز اس کے معنی میں تلاش اور طلب رزق کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ کسب حلال کا مطلب ہے جائز ذرائع سے روزی کمانا اور حاصل کرنا۔

روزی کا حصول ہر انسان کی فطری ضرورت ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور یہ انسان کی فطری ضروریات کا پورا پورا خیال رکھتا ہے اور ان ضروریات کی تکمیل کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے البتہ اسلام کا انسان سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے صرف اور صرف جائز ذرائع

اختیار کرے اور حرام ذرائع سے اجتناب کرے۔

کسب حلال کی اہمیت وفضیلت:

اسلام انسانی زندگی کے بارے میں ایک واضح طرز عمل اختیار کرنے پر زور دیتا ہے۔ بعض چیزوں کو وہ جائز اور بعض کو حرام قرار دیتا ہے۔ کیوں کہ حرام ذرائع کی وجہ سے کسی نہ کسی کی حق تلفی ضرور ہوتی ہے۔ نیز حرام کے ارتکاب کے نتیجے میں انسان کے نیک اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

(سورۃ البقرۃ 2: آیت 172)

ترجمہ: اے اہل ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں۔ ان کو کھاؤ۔ ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا:

ترجمہ: "جو طویل سفر کرتا ہے، مال پراگندہ ور جسم غبار آلود ہے (دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے رب! جب کہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے اور اس کو غذا حرام کی ملی ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی"

(صحیح مسلم: 1015)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے بھی ہاتھ سے کما کر رزق حاصل کرنے کا حکم دیا اور اسے دیگر فرائض کی طرح مسلمان پر عین فرض قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا ذریعہ معاش پاکیزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔ (مسند احمد: 17265)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے صبح کے وقت کام کے آغاز کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِي فِيْ بُكُوْرِهَا

(سنن ابوداؤد: 2606)

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے لیے اس کی صبح میں برکت عطا فرما۔

(ب) روزی کمانے کے حلال اور حرام ذرائع کی وضاحت کریں؟

جواب: روزی کمانے کے حلال اور حرام ذرائع:

اسلام میں روزی کمانے کا ہر وہ ذریعہ حلال ہے جس کی بنیاد انصاف اور عدل پر ہو اور اس میں کسی انسان کا نقصان نہ ہو۔ جیسے تجارت اور کاروبار کرنا، کھیتی باڑی کرنا، چیزیں تیار کرنے کے لیے کارخانے لگانا، ملازمت کے ذریعے سے روزی کمانا، محنت اور مزدوری کرنا اور مخصوص پیشے (ڈاکٹر، انجینئر، استاد وغیرہ) اختیار کرنا۔

کسب حلال کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو حرام اور ناجائز ذرائع کے بارے میں بھی علم ہو، تا کہ وہ ان طریقوں سے بچ سکے۔

کاروبار میں جھوٹ بولنا، کم تولنا اور ماپنا اور ملاوٹ شدہ چیزیں فروخت کرنا، حد سے زیادہ منافع لینا، سودی کاروبار کرنا، جوئے اور سٹے کا کاروبار، حرام چیزیں مثلاً شراب، ہیروئن وغیرہ کا کاروبار کرنا، بت بنانا اور بیچنا وغیرہ) کاروبار کے حرام ذرائع ہیں۔

(ج) کسب حلال کے آداب وثمرات بیان کریں؟

جواب: کسب حلال کے آداب وثمرات:

کسب حلال کا سب سے بڑا فائدہ عذاب جہنم سے آزادی ہے۔ حلال روزی کمانے والے شخص کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے۔ وہ بے جا حرص وطمع میں مبتلا نہیں ہوتا۔ محنت کے ذریعے سے اسے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس پر مطمئن اور خوش رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ جب کہ حرام ذرائع سے روزی حاصل کرنے والا شخص بے چین اور پریشان رہتا ہے اور اس کی روزی میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

جو شخص حلال ذرائع سے روزی کماتا ہے اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ جائز ذرائع سے روزی کمائیں اور ناجائز ذرائع کے قریب بھی نہ جائیں۔ تا کہ ہماری روزی میں برکت ہو اور ہمیں اطمینان قلب بھی نصیب ہو۔

☆☆☆☆

(د) قومی املاک ووسائل کے استعمال کے آداب

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) اسلام میں قومی املاک کو سمجھا جاتا ہے:

(ا) امانت ✓ (ب) ملکیت

(ج) کاروبار (د) مال غنیمت

(ب) قومی املاک کے جائز استعمال کا حق تمام شہریوں کے لیے ہے:

(ا) حرام (ب) حلال ✓

(ج) مباح (د) مکروہ

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مال غنیمت میں سے چرا لینے پر بھی جہنم کی وعید سنائی ہے:

(ا) سوئی ✓ (ب) تلوار

(ج) نیزہ (د) ڈھال

(د) قومی املاک ووسائل کا تحفظ ہر شہری پر ہے:

(ا) واجب (ب) سنت

(ج) نفل (د) فرض ✓

(ہ) قومی املاک اور وسائل کی چوری ہے:

(ا) متروک (ب) ممنوع ✓

(ج) مقبول (د) مبارک

☆☆☆☆

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) قومی املاک سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی املاک جو کسی کی ذاتی نہ ہوں بلکہ سرکاری ہوں انہی قومی املاک کہتے ہیں۔ مثلاً سرکاری دفاتر، شاہراہیں، سکول، کالجز وغیرہ۔

(ب) قومی املاک و وسائل کے استعمال میں صفائی اور نظامت کا کیسے خیال رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: کسی چیز کو استعمال کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ چیز نہ تو گندی ہو اور نہ اس کے آس پاس گندگی ہو۔ ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہمارا فرض ہے۔

(ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار میں کس طرح قومی املاک کی حفاظت کی جاتی تھی؟

جواب: قومی املاک کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہوتی کہ جیسے چاہے استعمال کرے۔ قومی املاک ہمارے پاس امانت ہیں ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار میں قومی دولت اور املاک کی پوری پوری نگرانی کی جاتی اور ان کی حفاظت کو یقینی بنایا جاتا تھا۔

(د) قومی املاک و وسائل کو امانت کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: قومی املاک اور وسائل ہمارے پاس ایک قومی امانت ہیں۔ اسلام میں قومی املاک کو امانت سمجھا جاتا ہے۔ کوئی مسلمان امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔

(ہ) قومی املاک و وسائل کے ناجائز استعمال سے کیا مراد ہے؟

جواب: قومی املاک و وسائل کا ذاتی مفاد کی خاطر استعمال اس کا ناجائز استعمال ہے۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) قومی املاک و وسائل کے استعمال کے آداب بیان کریں:

جواب: قومی املاک و وسائل کے احکام و آداب:

حکومت نے یہ تمام چیزیں عوام کی سہولت کے لیے بنا رکھی ہیں۔ چونکہ ہم خود اتنی بڑی چیزیں نہ خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ بنانے کی۔ لہٰذا حکومت یا ریاست کی ملکیت اشیاء کو استعمال کر کے اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ ان اشیاء کے استعمال کا حق ملک کے تمام شہریوں کو برابر حاصل ہے۔ تمام لوگ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ان کو استعمال کر سکتے ہیں۔ جس طرح ہم اپنی ذاتی اشیاء کو بہت اچھے طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح قومی اشیاء اور املاک کو استعمال کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں۔

استعمال کے آداب سے بہت سی باتیں شامل ہیں۔ تاہم چند اہم باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

چیزوں کے استعمال میں سب سے پہلی بات یہ یاد رکھی جائے کہ کسی بھی چیز کو ایسا نقصان نہ پہنچایا جائے جس سے وہ چیز خراب ہو کر استعمال کے قابل نہ رہے۔ کسی بھی چیز کو بے مقصد ضائع کرنے، نقصان پہنچانے اور خراب کرنے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ یہ چیز جب درست رہے گی استعمال کے قابل رہے گی، خراب ہو جانے سے نہ ہم خود اس کو استعمال کر سکتے ہیں نہ دوسرے لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔ اس طرح سب کے لیے پریشانی ہوتی ہے۔

کسی بھی چیز کے استعمال کے وقت ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ چیز صرف ہمارے ہی لیے نہیں بنائی گئی بلکہ دوسروں کا بھی اس پر حق ہے۔ لہٰذا ان کو بھی استعمال کا موقع ملنا چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی چیز کو استعمال کرتے وقت قطار بنا لیں۔ قطار بنانے سے کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی اور بہت اچھے طریقے سے ہر شخص اپنی خدمت پوری کر سکتا ہے۔

(ب) قومی املاک و وسائل کی حفاظت اور ترقی میں ہم اپنا کردار کیسے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: قومی املاک کی حفاظت:

قومی املاک پر چونکہ سب کا ایک جیسا حق ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص ان اشیاء کو محض ذاتی استعمال میں نہیں لا سکتا اور نہ ہی ذاتی ملکیت بنا سکتا ہے۔ یہ اجتماعی اور قومی دولت ہوتی ہے۔ کسی ایک فرد کی ملکیت نہیں ہوتی کہ جس طرح چاہے برے طریقے سے استعمال کرے۔ طہارت و صفائی یہ بھی کہ عوامی استعمال کی چیزوں پر کسی قسم کی کوئی تحریر نہ لکھی جائے۔ کوئی نشان یا رگڑ نہ لگائی جائے۔ سائن بورڈ کی عبارت کو خراب یا دھندلا نہ کیا جائے۔ بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن یا جہازوں کے اڈوں اور پارکوں میں صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ کسی قسم کی فالتو شے وہاں نہ پھینکیں۔

سرکاری عمارتوں کو توڑنے، فرنیچر کو خراب کرنے، عوامی گاڑیوں اور ریل کے سامان کی توڑ پھوڑ کرنے سے قومی دولت کا ضیاع اور نقصان ہوتا ہے۔ ان کو محفوظ رکھنا اور انہیں استعمال کے قابل رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔

ماحول کو صاف ستھرا رکھنا:

چیزوں کے استعمال میں دوسرا پہلو ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہے۔ کسی چیز کو استعمال کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ نہ وہ چیز گندی اور آلودہ ہو اور نہ اس کے آس پاس کی جگہ گندی اور خراب ہو۔ صفائی اور طہارت کی تو اسلام نے خاص تاکید کی ہے۔ اور ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہمارا فرض بھی ہے اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا تقاضا بھی ہے۔ راستوں، شاہراہوں، عوامی جگہوں پر گندگی پھیلانا نہایت معیوب ہے اور بیماریوں کے پھیلنے کا سبب بنتا ہے۔ راستوں میں کچرا اور کوڑا کرکٹ پھینکنے سے صرف ماحول ہی آلودہ نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات پیدل چلتے لوگ اور گاڑیوں کے

ٹائر بھی پھسل جانے سے حادثات پیش آتے ہیں۔

(ج) خدمتِ خلق اور رفاہ عامہ میں اسلام کی تعلیمات بیان کریں:

جواب: خدمتِ خلق اور رفاہ عامہ:

اسلام نے خدمتِ خلق اور رفاہ عامہ کی تعلیم دی ہے۔ تاریخ میں اس کے لیے بے مثال کوششیں کی گئی ہیں۔ دوسروں کے کام آنا، دوسروں کو سہولت فراہم کرنا، دوسروں کی مشکلات کو آسان بنانا اور خود ایک اچھا اور کارآمد شہری بننا اسلام کی سنہری تعلیمات کا حصہ ہے۔ لہٰذا ہمیں قومی املاک و وسائل کا استعمال اس بات کو پیش نظر رکھ کر کرنا چاہیے کہ ہم سے کسی چیز، شخص یا جگہ کو نقصان نہ پہنچے۔ قومی املاک ہمارے ہی ٹیکس سے بنتی ہیں۔ لہٰذا انہیں بچانا اور محفوظ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اگر ان چیزوں کو ضائع اور تباہ کر دیں تو اپنے ہی مال و دولت کو برباد کریں گے۔ قومی املاک و وسائل کا تحفظ ہر شہری کا فرض ہے۔ یہ ذمہ داری پوری کر کے ہم ایک اہم قومی فریضہ ادا کرتے ہیں۔ قومی املاک اور وسائل معمولی دولت سے نہیں بنتے۔ ان پر بہت بڑی دولت خرچ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس دولت کی حفاظت اور اچھے استعمال پر شہری کی ذمہ داری ہے۔

(د) قومی خزانے کے استعمال کے حوالے سے بطور امانت کا عمل بیان کریں؟

جواب: قومی املاک بطور امانت استعمال کرنا:

قومی املاک اور وسائل کی چوری بھی اسی طرح ممنوع اور جرم ہے جس طرح ان املاک کو نقصان پہنچانا جرم ہے۔ اسلام میں قومی املاک کو ایک امانت سمجھا جاتا ہے۔ کوئی مسلمان امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ایک سوئی چرا لینے پر بھی جہنم کی وعید سنائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں لوگ مال غنیمت کے سامان میں ذرہ بھر بھی خیانت کا سوچ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لوگ بڑے بڑے قیمتی سامان پوری امانت و دیانت کے ساتھ قومی خزانے یعنی بیت المال میں جمع کرا دیتے۔ خلفائے راشدین کا اپنا معمول یہ تھا کہ قومی خزانے سے اپنے ذاتی استعمال کے لیے بھی کوئی چیز نہ لیتے تھے۔ قومی دولت میں جو کچھ بھی جمع ہوتا وہ عوام پر خرچ کر دیا جاتا۔

☆☆☆☆

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام

(الف) امہات المومنین

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ صرف آپ ہی وہ ام المومنین ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی:

(ا) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(د) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓

(ب) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ احادیث مبارکہ کی تعداد ہے:

(ا) 3 (ب) 4
(ج) 5 (د) 6 ✓

(ج) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر شہید ہوئے:

(ا) غزوۂ بدر میں (ب) غزوہ احد میں ✓
(ج) غزوہ خندق میں (د) غزوۂ تبوک میں

(د) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ✓
(د) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی والہ اصحابہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے:

(ا) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب کیا تھا؟ لقب کی وجہ بھی تحریر کریں۔

جواب: حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب "ام المساکین" تھا۔ چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غریبوں اور مسکینوں کی بہت مدد کرتی تھیں۔

(ب) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے نام تحریر کریں؟

جواب: دو بیٹے حضرت عمر اور سلمہ اور دو بیٹیاں زینب اور درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد تھی۔

(ج) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذوق عبادت کے بارے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کیا ارشاد فرمایا؟

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

جواب: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذوق عبادت کے بارے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: ''بے شک وہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔''

(د) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف کو بیان کریں؟

جواب: ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام خزیمہ بن حارث تھا آپ کے شوہر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چند ماہ زندہ رہیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مساکین اور غربا کی بہت مدد فرماتی تھیں۔

(ہ) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں کس بات پر فخر کیا کرتی تھیں؟

جواب: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

ترجمہ: ''میرا نکاح تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھایا تھا۔''

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی تحریر کریں:

جواب: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنوعدی سے تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ایک صحابی حضرت خنیس بن حزافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہی کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ غزوہ احد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر شہید ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے ہو گیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کثرت سے نوافل ادا کرتیں اور نفل روزے رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم کے پاس آئے اور حضرت حفصہ کے متعلق فرمایا:

إِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

(المستدرک حاکم:6836)

ترجمہ: بے شک وہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام خزیمہ بن حارث تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف چند ماہ زندہ رہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی وہ ام المومنین ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غربا اور مساکین کی بہت زیادہ مدد کیا کرتی تھیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ''ام المساکین'' کا لقب دیا گیا۔

(ب) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذوق عبادت اور دینی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام ہند تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوامیہ بن مغیرہ جبکہ والدہ برہ بنت عبدالمطلب تھیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کا نام عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ انہی کے ہمراہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ غزوہ احد کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہید ہو گئے۔ چنانچہ 4 ہجری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بیٹے، حضرت عمر اور سلمہ اور دو بیٹیاں، زینب اور درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھیں۔ نکاح کے بعد ان بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پائی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت عبادت گزار تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعلیم و تعلم سے بھی خاص شغف تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے مختلف مسائل کا علم حاصل کرتیں اور لوگوں کو بھی ان کی تعلیم دیتیں۔ کتب احادیث میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایات کی تعداد 378 ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 59 ہجری میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات تمام امہات المومنین میں سب سے آخر میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 84 سال تھی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں۔ آپ کے والد کا نام جحش بن ریاب اور والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ آپ کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد جدائی ہو گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے کروا دیا۔ اس واقعے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

(سورہ الاحزاب 37:33)

ترجمہ: پھر جب زید نے (اس خاتون کو طلاق دے کر) اس سے تعلق ختم کر لیا تو ہم نے آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) کا اس سے نکاح کر دیا۔

اسی وجہ سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج مطہرات میں اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ

ترجمہ: میرا نکاح تو اللہ نے آسمانوں پر پڑھایا تھا۔

(صحیح بخاری: 7421)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے مختلف معاملات کا علم بھی حاصل کرتی تھیں۔ چنانچہ لوگ مختلف معاملات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی رہنمائی لیتے تھے۔ مختلف کتب حدیث میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ احادیث مبارکہ کی تعداد 6 ہے۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ عبادت اور صدقہ وخیرات کیا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 20 ہجری میں وفات پائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

(ج) امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی سے آپ نے کیا سبق سیکھا؟

جواب: امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہایت دین دار، عبادت گزار، پیکر، سخی اور وفا شعار تھیں۔ دین اسلام کی تبلیغ کے لیے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا۔

☆☆☆☆

(ب) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ پیدائش ہے:

(ا) 14 رمضان المبارک (ب) 16 رمضان المبارک

(ج) 13 رمضان المبارک (د) 15 رمضان المبارک ✓

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تھی:

(ا) تقریباً 5 سال (ب) تقریباً 6 سال

(ج) تقریباً 7 سال ✓ (د) تقریباً 8 سال

(ج) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور خلیفہ المسلمین ذمہ داریاں ادا کیں:

(ا) تقریباً دو مہینے (ب) تقریباً تین مہینے

(ج) تقریباً چار مہینے (د) تقریباً سات مہینے ✓

(د) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی:

(ا) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں ✓

(ج) عراق میں (د) شام میں

(ہ) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہم ذمہ داریوں پر مامور کیا:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ✓

☆☆☆☆

حصہ دوم

-2 حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں معلومات مکمل کریں۔

جواب:

مقام پیدائش	مدینہ منورہ
والد کا نام	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
والدہ کا نام	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نانا کا نام	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سن وفات	50 ہجری

مختصر جوابات

(الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے سید امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی محبت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے تھے:

ترجمہ: ''اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس محبت کر۔''

(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا اظہار کس طرح کیا؟

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

جواب: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ سب سے زیادہ کر دیا۔

(ج) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے بارے میں دو جملے تحریر کریں؟

جواب: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پائی اسی لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرتے تھے۔ روزانہ امہات المومنین کی خدمت میں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ صدقہ وخیرات کرنے میں بڑے دریادل تھے۔ تین مرتبہ اپنے مال کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ بیان کریں؟

جواب:

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ 15 رمضان المبارک (یکم اپریل 625) کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے پیارے نواسے کا نام حسن رکھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی زندگی اپنے نانا اور والدین کے زیر سایہ گزاری۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے ساتویں دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اپنے نواسے کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کی خوشی میں دو مینڈھے ذبح کیے۔

(ب) خلفائے راشدین کی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کے بارے میں ایک نوٹ لکھیں:

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نماز پڑھا کر مسجد سے باہر نکلے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو محبت و شفقت سے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وظائف سب سے زیادہ مقرر کیے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا واضح ثبوت تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ جاری رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہم ذمہ داریاں سونپیں۔

(ج) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت بیان کریں:

جواب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ایک صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم فرما رہے تھے۔

ترجمہ: اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(صحیح مسلم:2421)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ صلی اللہ عایہ وعلی الہ واصحابہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ عایہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ایک مرتبہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور ایک مرتبہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امیر ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

(صحیح بخاری:2704)

☆☆☆☆

(ج) حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب سے بڑی بیٹی کا نام ہے:

(ا) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ✓
(ب) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(د) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام زینب رکھا:

(ا) حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ✓

(ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے:

(ا) کربلا میں ✓ (ب) کوفہ میں
(ج) نجف میں (د) القادسیہ میں

(د) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت جمادی الاول میں ہوئی:

(ا) 3 ہجری میں (ب) 4 ہجری میں
(ج) 5 ہجری میں ✓ (د) 6 ہجری میں

(ہ) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر رشتے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تھے:

(ا) بھتیجے ✓ (ب) بھانجے
(ج) دوست (د) قریبی عزیز

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم کس طرح فرماتے؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے۔

(ب) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاملہ فہمی اور عقل مندی کی بنا پر کیا کہا جاتا تھا؟

جواب: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاملہ فہمی اور عقل مندی کی بنا پر عقیلہ بنی ہاشم کہا جاتا تھا۔

(ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے بارے میں دو جملے تحریر کریں؟

جواب: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتہائی عقل مند اور معاملہ فہم تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا استقامت، جرات، شجاعت اور ایثار کا بہترین نمونہ تھیں۔ موجودہ دور میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان عورتوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

-2 حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں معلومات مکمل کریں۔

جواب:

والد کا نام	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
والدہ کا نام	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
شوہر کا نام	حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نانا کا نام	حضرت محمد صلی اللہ عایہ وعلی الہ واصحابہ وسلم
بھائیوں کے نام	حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام و مرتبہ بیان کریں؟

جواب:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت جمادی الاول 5 ہجری میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خود زینب رکھا۔ ولادت کے ساتویں دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیقہ کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتہائی پاکیزہ ماحول میں آنکھ کھولی۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نانا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد گرامی، سیدہ فاطمہ زہرا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے۔

تاریخ اسلام میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لاتیں تو کھڑے ہو کر استقبال کرتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ب) حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کی نمایاں خوبی بہادری اور شجاعت کے بارے میں ایک واقعہ بیان کریں؟

جواب:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ کربلا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موجود تھیں۔ جب کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزیدی فوج کے ہاتھوں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قیدیوں کے ساتھ یزید کے دربار میں لے جایا گیا۔ یزید کے دربار میں حاضری کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کے سامنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کے فعل بد کی بھرپور الفاظ میں مذمت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطبہ اس قدر جاندار اور موثر تھا کہ دربار میں

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

موجود کسی شخص کو بات کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

(ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین اسلام کے لیے کس طرح مشعل راہ ہیں؟

جواب:
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتہائی عقل مند اور معاملہ فہم تھیں۔ اسی لیے خاندان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عقیلہ بنی ہاشم کہا جاتا تھا۔ آپ استقامت، جرات، ایثار اور شجاعت کا بہترین نمونہ تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ پایا جاتا ہے کہ ضرورت پڑے تو مسلمان عورت ایک ظالم اور جابر حکمران کے سامنے بھی کلمہ حق کہہ سکتی ہے۔

موجودہ دور میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان عورت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت خواتین کو عملی جدوجہد پر آمادہ کرتی ہے۔ اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے پر ابھارتی ہے۔

☆☆☆☆

(د) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے:
(ا) غزوہ بدر (ب) غزوہ احد
(ج) غزوہ خیبر ✓ (د) فتح مکہ

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں:
(ا) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ب) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) ام المومنین حضرت ام سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
✓ (د) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) اس امت کے سب سے بڑے قاری ہیں:
(ا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓
(د) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے حکم سے زبان سیکھیں:
(ا) سریانی ✓ (ب) ہندی
(ج) لاطینی (د) چینی

(ہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے تھے:
(ا) چچا (ب) چچازاد بھائی ✓
(ج) ماموں (د) خالو

جوابات:

(الف)	ج	(ب)	د	(ج)	ج
(د)	الف	(ہ)	ب		

2- کالم ملائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	تاریخ وفات	درست تاریخ وفات
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	73ہجری	59ہجری
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	50ہجری	30ہجری
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	59ہجری	73ہجری
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	30ہجری	68ہجری
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	68ہجری	50ہجری

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کن غزوات میں شریک نہ ہو سکے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر چھوٹی ہونے کی وجہ سے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل نہ ہو سکے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں امام مالک کا ایک قول لکھیں؟

جواب: حضرت امام مالک فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت کے بعد لوگوں کے امام ہیں۔ آپ نے ساٹھ سال لوگوں کو فتویٰ دینے میں گزارے۔''

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے کیا دعا دی تھی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی احکام اور خصوصاً قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح کے بہت بڑے عالم تھے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی اس دعا کا نتیجہ تھا۔

ترجمہ: ''اے اللہ! اسے حکمت اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما''۔

(د) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں پختگی کی وجہ بیان کریں؟

جواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی چادر میری گفتگو ہونے تک پھیلائے رکھے پھر اس کو سمیٹ لے تو جو کچھ مجھ سے سنے گا اس کو کبھی نہ بھولے گا۔'' مجھ پر جو چادر تھی اس کو میں نے بچھا دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ جو کچھ میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے سنا اس میں سے کچھ نہیں بھولا۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تفصیلی تعارف کرائیں؟

جواب: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام کعب بن قیس اور والدہ کا نام صہیلہ بنت الاسود تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ بنونجار سے تھا۔ مواخات مدینہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجر صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت معزز شخص تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''سید المسلمین'' کہتے تھے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے بہترین قاری تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ

(جامع ترمذی:3791)

ترجمہ: اور ان (میری امت) میں اللہ کی کتاب کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ثابت بن ضحاک اور والدہ کا نام ام جمیل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوسعید اور ابوخارجہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ بنی نجار سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 11 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت زید بن ثابت بہت ذہین آدمی تھے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ یہ یہودیوں کی مذہبی زبان تھی جسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف 17 دن میں سیکھ لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے کاتب کے فرائض بھی انجام دیے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور خلافت میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔

حضرت زید بن ثابت قرآن مجید اور اسلامی احکام کے بہت بڑے عالم تھے۔ تمام خلفائے راشدین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف معاملات میں رائے اور فتوے لیا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے دور خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مختلف شہروں میں مفتی اور قاضی بنا کر بھیجا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ ہی میں رکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم الفرائض کا سب سے بڑا عالم قرار دیا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم ہے:

وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ

(جامع ترمذی:3791)

ترجمہ: اور (میری امت میں) علم الفرائض کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ 50 ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ نماز جنازہ خلیفہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑا عالم وفات پا گیا۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کریں:

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم سنی کی وجہ سے غزوہ بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت عبادت گزار اور سخی و فیاض تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر نماز میں مصروف رہتے۔ اگر کہیں سے کوئی مال آجاتا تو فوراً سارا صدقہ کر دیتے۔ کھانا کھاتے تو کسی کو کھانے میں شریک ضرور کرتے۔ کبھی سیر ہو کر نہ کھاتے۔ راستے میں ملنے والے ہر چھوٹے اور بڑے کو سلام ضرور کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کل 1630 احادیث مروی ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں:

ترجمہ: عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت کے بعد لوگوں کے امام ہیں۔ آپ نے 60 سال لوگوں کو فتویٰ دینے میں گزارے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 73 ہجری میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 85 سال تھی۔

(ج) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلفائے راشدین کے نزدیک کیا مقام و مرتبہ تھا؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلفائے راشدین کے نزدیک بڑا بلند مرتبہ تھا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کرنے کا کام سرانجام دیا۔ آپ قرآن مجید اور اسلامی احکام کے بہت بڑے عالم تھے۔ تمام خلفائے راشدین حضرت زید بن ثابت رضی اللہ

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

تعالیٰ عنہ سے مختلف معاملات میں رائے اور فتوے لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث اور کنیت ام الفضل تھی۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ کی خالہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت مدینہ سے 3 سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے۔ اس وقت خاندان بنی ہاشم معاشرتی مقاطعے کی وجہ سے شعب ابی طالب میں محصور تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد اور والدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی احکام اور خصوصاً قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح کے بہت بڑے عالم تھے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے درج ذیل دعا کی بدولت تھا کہ:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الْكِتَابِ

(سنن ابن ماجہ:166)

ترجمہ: اے اللہ! اسے حکمت اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حصول علم کی غرض سے آتے تھے۔ مختلف کتب حدیث میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 1660 ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ 68 ہجری میں طائف شہر میں فوت ہوئے۔

☆☆☆☆

(ہ) صوفیاء کرام

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام تھا:

(ا) محمد ✓ (ب) احمد
(ج) عمر (د) جنید

(ب) حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ تھے:

(ا) حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے
(ب) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے
(ج) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ✓
(د) حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے

(ج) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی:

(ا) 432 ہجری میں (ب) 532 ہجری میں
✓ (ج) 632 ہجری میں (د) 732 ہجری میں

(د) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی:

(ا) ابومحمد (ب) ابوالقاسم
(ج) ابوحفص (د) ابوعبداللہ

(ہ) حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تھا:

(ا) بصرہ سے (ب) بغداد سے
(ج) بخارا سے ✓ (د) زنجان سے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کن بزرگوں سے علم حاصل کیا؟

جواب: حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ 18 برس کی عمر میں حصول علم کے لیے محمد بابا السماسی کے پاس تشریف لائے۔ یہ اپنے وقت کے بڑے بزرگ شمار ہوتے تھے۔ محمد السماسی کی وفات کے بعد آپ ان کے خلیفہ امیر کلاں کی خدمت میں رہے۔

(ب) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے القاب لکھیں؟

جواب: حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے القاب: شہاب الدین، شیخ الاسلام اور شیخ الشیوخ۔

(ج) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کے نام لکھیں؟

جواب: حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کے نام:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ کا تعارف لکھیں؟

جواب: حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن محمد تھا۔ آپ کی ولادت 717 ہجری میں بخارا کے قریب ایک گاؤں کشک ہندوان میں ہوئی جس کا نام بعد میں بدل کر کشک عارفان ہوگیا۔ حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے مشہور سلسلہ نقشبندیہ کے بانی تھے۔ آپ کا ایک لقب الشاہ بھی تھا جس کے معنی روحانی رہبر کے ہیں۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ 18 برس کی عمر میں

حصول علم کے لیے محمد بابا السماسی کے پاس تشریف لائے۔ محمد بابا السماسی اپنے وقت کے بڑے بزرگ شمار ہوتے تھے۔ محمد السماسی کی وفات کے بعد آپ ان کے خلیفہ امیر کلال کی خدمت میں رہے۔

(ب) حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چند ذاتی اوصاف بیان کریں؟

جواب: حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور شریعت کے مطابق عمل کرنے والے بزرگ تھے۔ آپ عوام الناس کی اصلاح فرماتے۔ نیکی اور ہدایت کے راستے کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے۔ آپ کرائے کے مکان میں رہتے اور خود محنت کرکے کھاتے۔ آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ گویا آپ لوگوں کے لیے زہد و تقویٰ کی اعلیٰ مثال تھے۔

(ج) حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرائیں؟

جواب: حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ 539 ہجری میں آذربائیجان کے دارالحکومت زنجان کے قریب ایک قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام عمر بن احمد، کنیت ابوحفص اور لقب شہاب الدین، شیخ الاسلام اور شیخ الشیوخ تھا۔ آپ تصوف کے معروف سلسلہ سہروردیہ کے سربراہ عبدالقاہر ابونجیب سہروردی کے بھتیجے تھے۔ آپ نے بغداد میں مشہور مدرسہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ خطیب بغدادی اور امام قشیری سرفہرست ہیں۔

☆☆☆☆

(و) علماء و مفکرین

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ہے:

(ا) امام بخاری ✓ (ب) امام محمد
(ج) امام احمد بن حنبل (د) امام شافعی

(ب) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
(ج) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم سے ✓

(ج) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ہے:

(ا) احمد (ب) محمد ✓
(ج) اسماعیل (د) ابراہیم

(د) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دس سال کی عمر میں حدیث کی کتاب الموطا حفظ کرلی۔ الموطا تصنیف ہے:

(ا) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی
(ب) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی
(ج) امام انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ✓
(د) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی

(ہ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں احادیث کی تعداد ہے:

(ا) بیس ہزار (ب) تیس ہزار ✓
(ج) چالیس ہزار (د) نزدیک پچاس ہزار

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) امام بخاری کی "الجامع الصحیح" کی خوبی کیا ہے؟

جواب: امام بخاری کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زیارت ہوئی جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صحیح احادیث کو ایک جگہ جمع کرنا ایک اچھا اور نیک عمل ہے چنانچہ اس کتاب کو لکھنے کے لیے سولہ سال محنت کی۔ اس کتاب کا نام "الجامع الصحیح" ہے جسے صحیح بخاری کہتے ہیں۔

(ب) خلیفہ مامون الرشید کے دور میں کس فتنے نے جنم لیا؟

جواب: خلیفہ مامون الرشید کے دور میں کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ قرآن مجید بھی دیگر چیزوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ یہ بات اسلامی عقیدے کی صریح خلاف تھی۔ یہ ایک فتنہ تھا۔

(ج) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو اساتذہ کے نام لکھیں؟

جواب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو اساتذہ کے نام:

(i) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی
(ii) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی

(د) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دو مشہور کتابوں کے نام لکھیں؟

جواب: الام اور ابرسالہ

(ہ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کہاں سے حاصل کی؟

جواب: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے عراق، حجاز، یمن اور شام کے علمی مراکز سے احادیث کا علم حاصل کیا۔

-3 معلومات مکمل کریں۔

	امام بخاریؒ	امام شافعیؒ	امام احمد بن حنبلؒ
سن پیدائش	شوال 194 بروز جمعۃ المبارک 809 عیسوی	150 ہجری 767 عیسوی	164 ہجری دسمبر 780
مقام پیدائش	ازبکستان	فلسطین کے شہر غزہ	بغداد

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

سن وفات	یکم شوال 256 ہجری 31 اگست 870	رجب 204 ہجری 20 جنوری 820 عیسوی	241 ہجری 855
مقام وفات	خرتنگ (بخارا)	مصر	بغداد

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں؟

جواب: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ:

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ شوال 194 ہجری بروز جمعتہ المبارک (809 عیسوی) ازبکستان کے شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد اسماعیل اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک تاجر بھی تھے۔ امام بخاری کے والد محترم ان کے بچپن ہی میں فوت ہوگئے تھے۔ اس لیے انہوں نے اپنی والدہ کی زیرنگرانی تعلیم وتربیت حاصل کی۔ بچپن میں امام بخاری بصارت سے محروم ہوگئے۔ لیکن والدہ محترم کی دعا کی بدولت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بصارت پھر لوٹ آئی۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ بچپن ہی سے بہت اچھی یادداشت اور حافظے کے مالک تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قدرت کی طرف سے بلا کی ذہانت بھی عطا ہوئی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم بخارا میں حاصل کی۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے اساتذہ اور علماء سے علم حاصل کیا۔ بہت چھوٹی عمر حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کو یاد کر لیا۔

(ب) امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں پیش کیے جانے کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب:

ایک مرتبہ یمن کا گورنر مکہ میں آیا تو وہاں اس کی ملاقات امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی۔ وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی گفتگو سن کر بہت متاثر ہوا اور اپنے ساتھ یمن لے گیا۔ یمن میں آپ کو ایک سرکاری عہدہ دیا گیا۔ مگر حاسدوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر جھوٹا الزام لگا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو گرفتار کرادیا۔ انہیں گرفتار کر کے خلیفہ ہارون الرشید کے پاس لے جایا گیا۔ جب خلیفہ نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حسن بیان اور وسعت علم سے بڑا متاثر ہوا۔ وہیں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات فقہ حنفی کے مشہور امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔ یوں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(ج) امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا علمی مقام ومرتبہ تحریر کریں؟

جواب:

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا علم حاصل کرنے کے لیے دوردراز علاقوں کا سفر کیا۔ اس سلسلے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ شام، مصر، عراق، حجاز اور بصرے میں تشریف لے گئے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو لاکھوں حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے استاد اسحاق بن راہویہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ استاد صاحب نے امام بخاری رحمتہ سے کہا کہ تم ایک ایسی کتاب تیار کرو جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی صرف صحیح احادیث ہی جمع کی جائیں۔ استاد محترم کی بات امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں گھر کر گئی۔

اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صحیح احادیث کو ایک جگہ جمع کرنا اچھا اور نیک عمل ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تیار کردہ کتب کا نام "الجامع الصحیح" جو صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کے لیے آپ نے مسلسل سولہ سال کی محنت کی۔ ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کتاب حرم بیت اللہ (خانہ کعبہ) میں بیٹھ کر لکھی۔ دوسری مرتبہ آپ نے مسجد نبوی میں منبر اور محراب کے درمیان بیٹھ کر لکھی۔ یہ وہ جگہ ہے جسے حدیث میں جنت کے باغوں میں ایک باغ کہا گیا ہے۔ کتاب تیار کرنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب کو وقت کے بڑے بڑے علماء کے سامنے پیش کیا۔ ان علماء میں آپ کے اساتذہ بھی شامل تھے۔ سب نے کتاب کو بہت پسند کیا۔

یہ کتاب بہت جلد شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ لوگوں نے اسے بے حد پسند کیا۔ تب سے اب تک مسلسل یہ کتاب مدارس اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ یہ کتاب حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے اقوال وافعال کو معلوم کرنے کا سب سے صحیح اور سب سے اہم ذریعہ ہے۔ یہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی احادیث کو ایک جگہ جمع کیا۔

☆☆☆☆

(ز) فاتحین

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) طارق بن زیاد نے فتح کیا:
(ا) افریقہ (ب) شام ✓
(ج) عراق (د) جرمنی

(ب) طارق بن زیاد پیدا ہوئے:
(ا) 40 ہجری (ب) 50 ہجری ✓
(ج) 60 ہجری (د) 70 ہجری

(ج) موسیٰ بن نصیر نے وفات پائی:
(ا) 67 ہجری (ب) 77 ہجری
(ج) 87 ہجری (د) 97 ہجری ✓

(د) افریقہ کے مسلم گورنر کا نام تھا:
(ا) محمد بن قاسم (ب) موسیٰ بن نصیر ✓
(ج) ابوموسیٰ اشعری (د) عمرو بن العاص

(ہ) موسیٰ بن نصیر نے طارق کو والی مقرر کیا:
(ا) بصرہ کا (ب) نجف کا
(ج) طنجہ کا ✓ (د)

(و) موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا گورنر بنایا:
(ا) امیر معاویہ نے
(ب) عبدالملک بن مروان نے
(ج) ولید بن عبدالملک نے ✓
(د) سلیمان بن عبدالملک نے

(ز) سپین کے بادشاہ کا نام تھا:
(ا) راڈرک ✓ (ب) کاؤنٹ جولین
(ج) تھیوڈیر (د) وٹیزا

(ح) اندلس کو افریقہ کی سرحدوں کی حفاظت کی غرض سے فتح کیا:
(ا) مشرقی (ب) مغربی
(ج) شمالی ✓ (د) جنوبی

(ط) فتح اندلس کی جنگ جاری رہی:
(ا) دو دن (ب) چار دن
(ج) چھے دن (د) آٹھ دن ✓

(ی) طارق بن زیاد نے اپنے سپاہیوں سے خطاب کیا:
(ا) جبل احد پر (ب) جبرالٹر پر ✓
(ج) جبل ثور پر (د) کوہ طور پر

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) طارق بن زیاد کون تھا؟

جواب: طارق بن زیاد کا تعلق افریقہ کے قبیلہ بربر سے تھا جو جفاکش اور بہادر قوم تھی۔ طارق بن زیادہ افریقہ کے مسلم گورنر موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام اور نائب تھا۔ آپ کا شمار دنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ طارق بن زیاد ایک متقی، فرض شناس اور مستعد قائد تھے۔

(ب) موسیٰ بن نصیر کون تھا؟

جواب: موسیٰ بن نصیر بنوامیہ کے مشہور خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں افریقہ اور اس کے نواحی علاقوں کے گورنر تھے۔ بہترین سپاہی اور عظیم سپہ سالار تھے۔ آپ نے خلافت اسلامیہ کے ماتحت علاقوں کی فتح اور استحکام میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ آپ بصرہ کے گورنر بھی رہے۔

(ج) طارق بن زیاد نے ساحل پر کیا حکم دیا؟

جواب: طارق بن زیاد نے ساحل پر کشتیوں اور جہازوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔

(د) اندلس پر مسلمانوں نے کتنے سال حکومت کی؟

جواب: اندلس پر مسلمانوں نے 80 سال حکومت کی۔

(ہ) طارق بن زیاد کے خطبے کا کیا اثر ہوا؟

جواب: طارق بن زیاد کے خطبے سے سپاہیوں کے دلوں میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا جس کے نتیجے میں وہ راڈرک کی ایک لاکھ فوج کو صرف آٹھ دنوں میں شکست دی۔

(و) موسیٰ بن نصیر کن علاقوں کا گورنر رہا؟

جواب: موسیٰ بن نصیر بصرہ اور افریقہ کے گورنر رہے۔

(ز) موسیٰ بن نصیر نے کہاں وفات پائی؟

جواب: موسیٰ بن نصیر نے مرالظہر ان کی وادی میں وفات پائی ان کی نماز جنازہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے پڑھائی۔

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) طارق بن زیاد کا تعارف کرائیں:

جواب: طارق بن زیاد اسلامی تاریخ کی مشہور شخصیت ہیں۔ آپ کا شمار دنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ طارق بن زیاد 50 ہجری، بمطابق 640 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق افریقہ کے قبیلہ بربر سے تھا۔ بربر ایک جفاکش اور بہادر قوم تھی۔ طارق بن زیاد افریقہ کے مسلم گورنر موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام اور نائب تھا۔ موسیٰ بن نصیر عظیم سپہ سالار اور ماہر حرب تھا۔ انہوں نے خود طارق بن زیاد کی خصوصی تربیت کا اہتمام کیا۔ چنانچہ طارق بن زیاد بہت جلد فن سپہ گری میں ماہر ہوگئے۔

طارق بن زیاد ایک متقی، فرض شناس، بلند ہمت انسان اور مستعد قائد تھے۔ انہی صلاحیتوں کی بنا پر موسی بن نصیر نے انہیں مراکش کے علاقے طنجہ کا والی مقرر کردیا۔ 95 ہجری میں آپ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ دمشق آگئے اور وہاں قیام کے دوران میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

(ب) موسیٰ بن نصیر کا تعارف کرائیں؟

جواب: موسیٰ بن نصیر: موسیٰ بن نصیر بنوامیہ کے مشہور خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں افریقہ اور اس کے نواحی علاقوں کے گورنر تھے۔ بہترین سپاہی اور عظیم سپہ سالار تھے۔ آپ نے خلاف اسلامیہ کے ماتحت علاقوں کی فتح اور استحکام میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ بصریٰ کے گورنر بھی

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

رہے۔ مصر میں بھی کافی عرصہ گزارا۔ افریقہ کے گورنر بنے تو شمالی سرحدوں کو محفوظ کرنے کے لیے اندلس کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اندلس کے ظالم و جابر بادشاہ راڈرک سے اس کی عوام پہلے ہی بہت تنگ تھی۔ چنانچہ جب موسیٰ بن نصیر کے حکم سے طارق بن زیاد نے اندلس پر حملہ کر کے اسلامی حکومت قائم کی تو اندلس کے لوگوں نے چین کا سانس لیا۔

موسیٰ بن نصیر 97 ہجری میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے ہمراہ حج پر گیا۔ حج سے واپسی پر مرالظہر ان کی وادی میں موسیٰ بن نصیر کی وفات ہوگئی۔ موسیٰ بن نصیر کی نماز جنازہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے پڑھائی۔

(ج) طارق بن زیاد کا خطبہ اپنے الفاظ میں بیان کریں:

جواب:

''میرے ساتھیو! خوب سمجھ لو، اب تمہارے لیے کوئی جائے فرار نہیں ہے۔ دشمن تمہارے سامنے ہے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ پامردی اور استقلال کے سوا تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یہ دونوں طاقتیں (خوبیاں) ایسی ہیں، جو کبھی مغلوب نہیں ہوسکتیں۔ ان کی موجودگی میں فوج کی قلت تعداد کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ بزدلی، سستی، اختلاف اور غرور کے ساتھ کسی فوج کی کثرت کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ مسلمانو! تمہارے پاس تمہاری تلواروں کے سوا کوئی اسلحہ نہیں ہے، جب کہ دشمن کے پاس خوراک اور اسلحے کا وافر ذخیرہ ہے۔ لہٰذا اگر تم نے کوتاہی کی اور دشمن پر تیزی سے قابو نہ پایا تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اگر تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ سنو! میں تمہیں کسی ایسی چیز کی طرف نہیں بلا رہا ہوں، جس کو میں خود قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یقین رکھو! اگر تھوڑی دیر کی تکلیف اٹھالو گے تو اس کے بدلے میں زمانہ دراز تک عیش و راحت سے رہو گے۔ تم اس جزیرے میں اللہ کا کلمہ اور اس کے دین کو سربلند کرنے کے لیے آئے ہو، یہاں کا مال غنیمت صرف تمہارے لیے ہے۔ تم جو عزم کرو گے اللہ اس میں تمہاری مدد کرے گا اور دونوں جہانوں میں تمہارا نام باقی رہے گا۔ جب فوجیں ٹکرائیں گی تو پہلی تلوار میری ہوگی، جو اٹھے گی۔ اگر میں مارا جاؤں تو اپنے میں سے کسی عاقل و دانا آدمی کو اپنا امیر چن لینا، مگر اللہ کی راہ میں جان دینے سے منہ نہ موڑنا اور اس وقت تک دم نہ لینا جب تک یہ جزیرہ فتح نہ ہو جائے''۔

☆☆☆☆

باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

(الف) اسلام میں علم کی اہمیت

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) حصول علم کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے:

(ا) یہودیت نے (ب) عیسائیت نے

(ج) اسلام نے ✓ (د) مجوسیت نے

(ب) قرآن مجید میں لفظ علم آیا ہے:

(ا) 80 دفعہ ✓ (ب) 60 دفعہ

(ج) 70 دفعہ (د) 80 دفعہ

(ج) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے مسجد نبوی میں درس دیتے تھے:

(ا) حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✓

(ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز پر اسلامی کیلنڈر جاری کیا:

(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ✓

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ہ) ابن سینا کی کتاب کا نام ہے:

(ا) الحادی (ب) القانون ✓

(ج) الکلیات (د) الجواہر

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) قرآن مجید میں علم کے معنی میں استعمال ہونے والے کوئی سے تین الفاظ لکھیں:

جواب: علم کے معنی میں استعمال ہونے والے الفاظ:

يَتَفَكَّرُوْنَ، يَتَدَبَّرُوْنَ، يَعْقِلُوْنَ

(ب) کتب حدیث میں علم سے متعلق احادیث کن عنوانات کے تحت جمع کی گئی ہیں؟

جواب: حدیث کی تمام کتابوں میں ''کتاب العلم'' یا ''باب العلم'' کے عنوان سے احادیث جمع کی گئی ہیں۔

(ج) دینی اور سائنسی علوم میں فرق واضح کریں؟

جواب: دینی علوم: دینی علوم کا سرچشمہ قرآن و سنت ہیں۔
سائنسی علوم: سائنسی علوم کا ماخذ تجربہ اور نظریہ ہے۔ سائنسی علوم کو تدبیر و تفکر یعنی غور و خوض پر مبنی علوم بھی کہا جاسکتا ہے۔

(د) عربی گرامر کس خلیفہ راشد کے دور میں مرتب ہوئی؟

جواب: عربی گرامر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب کیا۔

(ہ) تین مسلم سائنسدانوں کی کتب کے نام لکھیں:

جواب: (i) ابن سینا کی کتاب ''القانون''

(ii) رازی کی کتاب ''الحادی''

(iii) ابن رشد کی کتاب ''الکلیات''

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) قرآن و حدیث کی روشنی میں علم کی اہمیت واضح کریں؟

جواب: علم کی اہمیت: اسلام کے علاوہ کوئی دین ایسا نہیں، جس میں علم کو بھرپور اور مکمل اہمیت دی گئی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کے جو پہلی وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز ہی پڑھنے سے ہوا۔ فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

(سورۃ العلق 96: آیت 1)

ترجمہ: آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب (کو) پیدا فرمایا۔

پھر علم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

(سورۃ العلق 96: آیت 3-5)

ترجمہ: آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) پڑھیے اور آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ (جس نے) انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

دوسری وحی کے الفاظ کا آغاز بھی قلم اور تحریر کی قسم کے ساتھ ہوا:

وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

(سورۃ القلم: آیت 1)

ترجمہ: قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔

اسلام نے علم کو بہت ہی زیادہ اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید میں صرف لفظ علم 80 جگہ آیا ہے اور اس سے بننے والے الفاظ مثلاً عَلِمَ، يَعْلَمُ، يَعْلَمُوْنَ وغیرہ تو سینکڑوں بار آئے ہیں۔

علم کے معنی میں استعمال ہونے والے دیگر الفاظ مثلاً يَتَفَكَّرُوْنَ، يَتَدَبَّرُوْنَ، يَعْقِلُوْنَ، يَفْقَهُوْنَ اور يَنْظُرُوْا وغیرہ بھی درجنوں بار آئے ہیں۔

(ب) دینی و سائنسی علوم کے حصول سے متعلق اسلام کا نظریہ واضح کریں؟

جواب:

اسلام میں علوم کی دو بنیادی اقسام ہیں: دینی علوم اور سائنسی علوم۔ دینی علوم کا ماخذ اور سرچشمہ قرآن و سنت ہیں اور سائنسی علوم کا ماخذ یا ذریعہ تجربہ اور نظریہ ہے۔ سائنسی علوم کو تدبر و تفکر یعنی غور و خوض پر مبنی علوم بھی کہا جاسکتا ہے۔

اسلام دینی اور سائنسی دونوں علوم حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ یہ علوم علم ہونے کے اعتبار سے برے نہیں ہوسکتے۔ وہ علم برا ہوتا ہے یا اس علم کا سیکھنا برائی ہے جو انسانیت کے لیے نقصان دہ ہو۔ اسلام ایسے علوم سیکھنے سے منع فرماتا ہے اور ایسے علوم سیکھنے کی ترغیب دیتا ہے جو انسانیت کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند ہوں، جس طرح دینی علوم کو سیکھ کر انہیں انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کرنا لازمی ہے۔ اسی طرح سائنسی علوم کے سیکھنے کا مقصد بھی انسانیت کی فلاح ہونی چاہیے۔

حدیث کی تمام کتابوں میں ''کتاب العلم'' یا ''باب العلم'' کے عنوان کے تحت علم سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمان علماء و فقہاء نے الگ سے 'علم' کے موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام اور حکماء کی ایک خصوصیت علم اور حکمت و دانائی بیان کی گئی ہے۔ علم کو اسلام میں اس قدر بلند اور اہم مقام حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو علم میں اضافے کی دعا کرنے کا حکم دیا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○

(سورۃ طٰہٰ 20: آیت 114)

ترجمہ: اور آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) دعا کیجیے کہ اے میرے رب! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

(سورۃ المجادلہ: آیت 11)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے درجات بلند فرمادے گا جو تم میں سے (کامل) ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔

(ج) علم کی نشر و اشاعت کے حوالے سے خلافت راشدہ میں اٹھائے گئے اقدامات پر روشنی ڈالیں؟

جواب:

خلافت راشدہ میں علوم کی نئی شاخوں پر خاص توجہ دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ ہفتہ میں ایک یا دو بار لوگوں کو مسجد نبوی میں وعظ و تذکیر کریں اور تعلیم دیں۔ جب فتوحات کے باعث طلبہ کی تعداد زیادہ ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکولوں کے لیے عمارتیں بنوائیں۔ تعلیم و تربیت کے لیے اساتذہ مقرر کر دیے۔ جو ہفتہ بھر طلبہ کو تعلیم دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا معمول یہ تھا کہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے، ان کو وعظ و نصیحت کرنے اور تعلیم دیتے۔ لوگوں کے ساتھ مکالمے اور مباحثے کرتے۔ خلافت راشدہ میں علمی اور تعلیمی سرگرمیوں کو خوب پروان چڑھنے کا موقع ملا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں عربی زبان کی گرامر مرتب کی گئی۔ شعر و ادب کے مقاصد کو بیان کیا گیا۔ یہی وہ دور ہے جب انسانی علوم یعنی تاریخ، معاشرہ، تربیت، نفسیات اور جغرافیہ کے علوم سیکھنے پر توجہ دی گئی۔ ان علوم کے ماہرین نے نئی تحقیقات پیش کیں۔

AWAZ E INQILAB.COM

Download any subject books,MCQs and Notes from AWAZ E INQILAB.COM

اس دور میں طب اور علاج معالجہ کے علم کو بھی خاص اہمیت حاصل رہی۔ عسکری یعنی فوجی مہارتیں بھی اس دور کے علوم میں شامل ہیں۔ ریاضی اور حساب کے علوم کو بھی بہت توجہ دی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امور اور علوم کو رواج دیا جو عربوں میں پہلے رائج نہ تھے۔ یہ طریقے دیگر اقوام سے لیے گئے۔ اس لیے کہ ان میں فائدہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تجویز پر اسلامی کیلنڈر جاری کیا۔ مختلف چیزوں کو ریکارڈ پر رکھنے کے لیے رجسٹر مرتب کرائے۔

سائنس کی دنیا کو سائنسی بنیادیں فراہم کرنے والے سائنس دان مسلمان تھے۔ صرف میڈیکل کے شعبے میں صدیوں تک مسلمان سائنس دانوں کی کتب پڑھی جاتی رہیں۔ ان کتب میں ابن سینا کی کتاب ''القانون'' رازی کی ''الحادی'' اور ابن رشد کی ''الکلیات'' مشہور ہیں۔

☆☆☆☆

(ب) اسلام اور امن عامہ

حصہ اول معروضی

سوال 1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) لفظ اسلام کا معنی ہے:

(ا) بندگی (ب) کامیابی
(ج) خوش خبری (د) سلامتی ✓

(ب) حدیث کے مطابق مومنوں کی مثال ہے:

(ا) ایک جسم کی مانند ✓ (ب) ایک قوم کی مانند
(ج) ایک عمارت کی مانند (د) ایک لشکر کی مانند

(ج) اسلامی قانون کے مطابق کسی کو ناحق قتل کرنے والے کو ملتی ہے:

(ا) دولت (ب) شہرت
(ج) عزت (د) سزائے موت ✓

(د) شریعت اسلامیہ کے مطابق ارکان اسلام کی ادائیگی ہے:

(ا) فرض ✓ (ب) سنت
(ج) مستحب (د) فرض کفایہ

(ہ) قتل وغارت اور فتنہ وفساد کا سب سے بڑھ کر سدباب کیا ہے:

(ا) یہودیت نے (ب) عیسائیت نے
(ج) اسلام نے ✓ (د) مجوسیت نے

☆☆☆☆

حصہ دوم

مختصر جوابات

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

(الف) پرامن زندگی گزارنے کے لیے اسلام کی دو تعلیمات بیان کریں؟

جواب: پرامن زندگی گزارنے کے لیے اسلام نے دو طرح کی تعلیمات دی ہیں:

i- سب انسان پیار محبت اور امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔
ii- پیار محبت اور امن وسکون کو برباد کرنے والے کاموں سے باز رہیں۔

(ب) معاشرے میں امن وامان قائم کرنے کے لیے حقوق العباد کی اہمیت واضح کریں؟

جواب: اسلام نے حقوق العباد کو ادا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ امن وامان کی صورت حال وہیں خراب ہوتی ہے جہاں دوسروں کے حقوق پامال کیے جارہے ہوں۔ لوگوں کے جائز اور قانونی حقوق کی ادائیگی اسلام کی تعلیمات میں بہت اہم ہے۔

(ج) حجتہ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کے جان ومال کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حجتہ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''یقیناً تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے کے لیے قابل احترام ہیں''

(د) آیت کا ترجمہ لکھیں: وَلَا تُفْسِدُوْفِی الارض ...... اِنَّ رحمته اللّٰه قریب من المسلمین.

جواب: ترجمہ: ''اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اس (اللہ) کو خوف اور امید سے پکارو بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے''

(ہ) حدیث کا ترجمہ لکھیں

''المسلم مَن مسلم المسلمون عن لسانه ویده۔

جواب: ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔''

☆☆☆☆

حصہ سوم

تفصیلی جوابات

(الف) قرآن مجید اور حدیث نبوی کی روشنی میں واضح کریں کہ اسلام پرامن معاشرے کے قیام پر بہت زور دیتا ہے؟

جواب:

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ لفظ اسلام کا معنی سلامتی ہے۔ اسلام نے انسانوں کو امن وسلامتی کی طرف ہی بلایا ہے۔ انسانوں کو امن و سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام کی تمام تعلیمات کا مقصد دنیا اور آخرت میں انسان کی نجات اور سلامتی ہے۔ اسلام نے دنیا کی زندگی کو پرسکون اور محفوظ بنانے کی بھرپور تعلیم دی ہے۔ امن سے مالا مال زندگی گزارنے کے لیے اسلام نے دو طرح کی تعلیمات دی ہیں:

☆ سب انسان پیار محبت اور امن وسکون کے ساتھ زندگی گزاریں:
☆ پیار محبت اور امن وسکون کو برباد کرنے والے کاموں سے باز رہیں۔

پیار محبت اور امن وسکون قائم کرنے کی اسلام نے بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ساری زندگی انسانوں کو امن سے رہنے کی تعلیم اور تاکید فرمائی۔ تمام انسان ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہیں اس لیے ان میں سے کسی کو دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کسی دوسرے شخص کا کسی بھی قسم کا کوئی حق اس سے چھین نہیں سکتے۔ محفوظ، پرامن اور پرسکون زندگی ہر انسان کا حق ہے۔ لہٰذا کسی شخص کو اس کے اس حق سے محروم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ
(صحیح مسلم:41)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

اسلام نے ہر ایسے اچھے عمل کی حوصلہ افزائی کی ہے جس سے انسانوں کے درمیان پیار محبت بڑھے۔ معاشرے کے اندر امن وسکون قائم ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، دوسرے کے خلاف اپنے دل میں نفرت نہ رکھو۔ سب لوگ بھائیوں کی طرح رہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ
(صحیح مسلم:2564)

ترجمہ: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کے اوپر ظلم نہیں کرتا۔ وہ اس کو بے مدد نہیں چھوڑ سکتا۔ اور وہ اس کو گھٹیا نہیں سمجھ سکتا۔

(ب) پرامن معاشرے کے قیام اور بقا کے حوالے سے اسوہ نبوی پر تفصیلاً روشنی ڈالیں:

جواب:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی سیرت ہمیں امن عامہ قائم کرنے کا بہترین درس دیتی ہے۔

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کے اندر اور گردونواح میں امن قائم کرنے کے لیے تمام قبائل کے ساتھ معاہدے کیے۔ جنگوں میں بھی امن کے قیام کو پہلی ترجیح رکھا۔

اسلام نے حقوق العباد کو ادا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ امن و امان کی صورت حال وہیں خراب ہوتی ہے جہاں دوسروں کے حقوق ادا نہ کیے جارہے ہوں۔ لوگوں کے جائز اور قانونی حقوق کی ادائیگی اسلام کی تعلیمات میں بہت اہم ہے۔ اسلام نے ارکان اسلام کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ اخلاقیات کو بھی فرض ٹھہرایا ہے۔ جہاں ظلم وزیادتی اور فتنہ فساد کو برا کہا گیا وہیں دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کو بھی لازمی قرار دیا گیا۔

معاشرے میں امن قائم کرنا اور اسے قائم رکھنا جہاں سب لوگوں کی ذمہ داری ہے صرف یہ کسی ایک آدمی کی ضرورت نہیں پورے معاشرے کا امن تمام لوگوں کی ضرورت ہے۔

معاشرے میں امن وامان قائم کرنے کے لیے حکومت اور عوام کو مشترکہ جدوجہد کرنی ہوگی۔ سب انسان احکام کی پابندی برابر نہیں کرتے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ قانون کے مطابق حقوق کی ادائیگی کو آسان بنائے۔ اور غیر قانونی حرکت کے مرتکب افراد کو قانون کا پابند بنائے۔

(ج) ایک مسلمان کی جان، مال اور عزت وآبرو کے بارے میں اسلام کا نظریہ بیان کریں:

جواب: محبت والفت پیدا کرنے کی ان تعلیمات کے ساتھ اب دوسری تعلیمات دیکھئے۔ اسلام نے ہر شخص کی جان، مال اور عزت آبرو کو دوسروں کے لیے قابل احترام کسی انسان کی جان کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان پہنچانا حرام ہے۔ کسی کا مال ودولت چھین یا لوٹ لینا یا اس پر قبضہ کر لینا حرام ہے۔ اسی طرح کسی کو بے آبرو کرنا بھی حرام ہے۔ جان، مال اور عزت کے احترام کا حق ہر شخص کو حاصل ہے۔ اسلام نے ایسے تمام افعال اور حرکات کو ممنوع ٹھہرایا جو کسی شخص کے ان حقوق کو نقصان پہنچاتے ہوں۔ بلکہ اسلام نے ایسی ہر کوشش کا راستہ روکا ہے۔ اس کے سدباب کے لیے قانون بنا دیا ہے۔ مثلاً: اگر کسی شخص کو ناحق قتل کر دیا جائے تو قاتل کو سزائے موت ملتی ہے۔ اگر کسی شخص کا مال ودولت چھین لیا جائے تو اس پر چوری کی سزا نافذ ہوتی ہے اور جو شخص کسی کو بے آبرو کرے اس پر کوڑوں کی سزا عائد ہوتی ہے۔

(د) مسلم معاشرے میں باہمی محبت واخوت کا منظر ایک حدیث کے ترجمے کے ذریعے واضح کریں:

جواب: اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ نہایت اہم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے مسلمان معاشرے کی باہمی محبت واخوت کو یوں بیان فرمایا ہے:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى
(صحیح مسلم:2586)

ترجمہ: باہمی محبت اور رحمدلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم حرارت اور بے چینی سے تڑپ اٹھتا ہے۔

اسلام نے انسانوں کے درمیان باہمی محبت واخوت قائم کرنے کے لیے بے مثال تعلیم دی ہے۔ اسلام کی تعلیمات امن سے آگاہ آدمی کسی انسان کو ناحق تکلیف پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہاں تو مسلمان بھائی کی کسی تکلیف کو دور کرنے کا اجر قیامت کے دن کی تکلیف سے حفاظت کی صورت میں ملے گا۔ جو مسلمان کسی بھائی کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں آسانی فراہم کرے گا۔

(ہ) معاشرے میں فتنہ وفساد پھیلانے سے متعلق اخلاقی قانون ایک آیت مبارکہ کے ترجمے کے ذریعے بیان کریں؟

جواب: اسلام نے معاشرے کو پرسکون اور پرامن رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لیے فرمایا گیا:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا

AWAZ E INQILAB.COM

Download PDF MCQs, Books and Notes for any subject from the Largest website for free

awazeinqilab.com آوازانقلاب ڈاٹ کام

and also Available in Play Store

- Primary (5th) Level
- Middle (8th) Level
- Matric (10th) Level
- F. Sc (12th) Level
- BS (16th) Level
- Urdu Grammar
- Curriculum (Govt Books)
- Past Papers
- English Grammar
- Readymade CV

NTS, FTS, CSS, PMS, ETEA, KPPSC, PPSC, SPSC, AJKPSC, BPSC, KPTA ETC

ہر Subject کے Notes اور MCQS فری ڈاون لوڈ کریں۔ نیز CV کے MS word تیار Templates ڈاون لوڈ کرکے اپنے حساب سے Modify کریں۔

Available Subjects

- Agriculture
- Computer Science
- Economics
- English
- Biology
- Chemistry
- Geology
- Management Sciences
- Microbiology
- PCRS/ Pak Study
- Pharmacy
- Sociology
- Zoology
- Chemistry
- Statistics
- Physics
- Mathematics
- Law
- Environmental Sciences
- Botany
- Biotechnology
- Library & Information Sciences
- Journalism & Mass Communication
- Political Science
- Geography
- General Science
- Education
- Tourism & Hotel Management
- Urdu
- Pashto
- Islamic & Arabic Studies
- Electrical Engineering
- Civil Engineering
- Mechanical Engineering
- Chemical Engineering
- Software Engineering
- Election Officer
- General Knowledge
- Pedagogy
- Current Affairs
- Medical Subjects
- Judiciary & Law
- other

Follow me on Face book

ABDULLAH INQLABI

awazeinqilab.com

WhatsApp : 03025247378